

قَالَ اللَّهُ مَبْرُورًا نَبِيًّا

# المختار المختار

عن علي بن أبي طالب  
رضي الله تعالى عنه  
(مطالع المسرات)



يا محرمه العالمين روف الرحيم  
صلى الله عليه وسلم  
آپ مختار كل ہیں

اوتیت مفاتیح  
خزائن الارض

مجھے زمین کے خزانوں کی  
کنجیاں عطا فرمائی گئیں

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
رحمة العالمین روف الرحيم  
امیر سے مال باپ قربان

کرفل (ر) محمد انور مدنی (بندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)



کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی کی لکھی ہوئی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

خوشبوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

تصانیف  
(مکتبہ اعلیٰ لکھنؤ قیمت کم)

صاحب کلی علم غیب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا ایڈیشن

حاکم کائنات (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

کلی ایمان (مسٹر اسماعیل دہلوی کی تقویت ایمان کے رد میں)

اصل موجود (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مختار منتخب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

شریعت اور عشق (شریعت عشق مصطفیٰ ہے اور عشق مصطفیٰ ہی شریعت ہے)

اللہ تعالیٰ کی تلاش (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ)

الزام شرک کے رد میں بے شک فتوے دینے والوں کے لیے صراطِ مستقیم

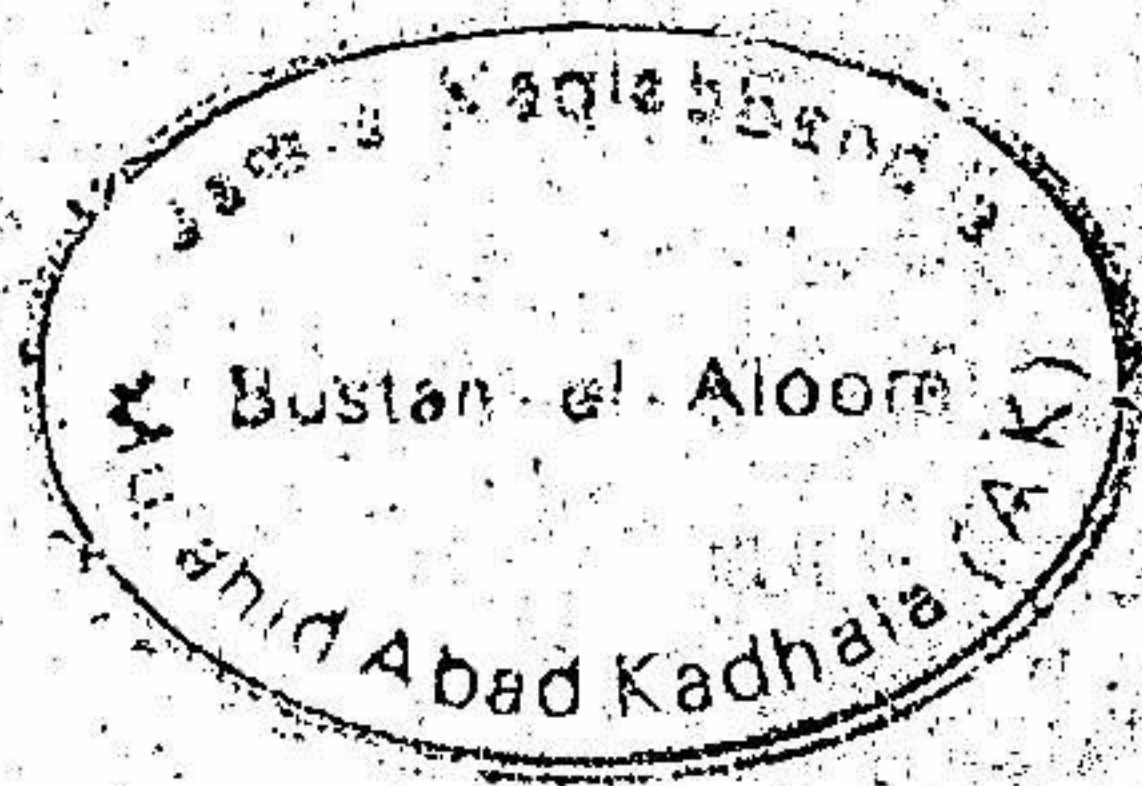
محب اور حبیب کی گفتگو قرآن

نوٹ: ان کتابوں کا انگریزی ترجمہ ہندوستان ہے۔ انشاء اللہ جلد منظر عام پر آجائے گا۔  
کتابیں حاصل کرنے کا پتہ: 22-AA، فیزا 4، ڈیپنس روڈ، سنگ سوسائٹی، لاہور، پاکستان



# المختار المختار

يا محمد اللعالمين ارحم  
آب مختار كل من  
قال اللهم ربنا انبئنا



کرنل (ر) محمد انور مدنی (بندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مختار منتخب	نام کتاب
کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی	مصنف
پانچ سو	تعداد
ربیع الاول ۱۴۱۷ھ جولائی ۱۹۹۶ء	اشاعت اول
عاطف بٹ	مائل
عظیم کمپیوٹر ٹریننگ، کمپوزنگ	کمپوزنگ
اینڈ سروس سنٹر، اردو بازار، لاہور	
اللہ اور	قیمت
رسول کی بارگاہ میں قبولیت کی دعاؤں کا متمنی۔ کیونکہ اللہ اور رسول زیادہ حقدار ہیں کہ اسے راضی کریں۔ (وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَقُّ اَنْ يَّرْضُوْهُ (توبہ)	





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ







# فہرست مضامین

صفحہ

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵

نمبر	مضمون
۱-	روئے سخن
۲-	قرآن الہی، انت المختار المنتخب
۳-	اللہ عطا کرتا ہے میں بانٹتا ہوں
۴-	کائنات کا سلطان
۵-	اعلام تقدیر تصرف ہر چیز مطیع
۶-	مخار کے اختیارات
۷-	عطائے الہی (قرآن میں)
۸-	حکم الہی، وسیلہ تلاش کرو
۹-	اعمال بطور وسیلہ ہوتے کی آدھی غلط نہیں
۱۰-	اعمال اور کیسے جاتے ہیں
۱۱-	اعمال ضائع ہو جائیں۔ پتہ نہیں چلا
۱۲-	سکون نہیں ملتا تیرے (محمد ﷺ) بغیر
۱۳-	اللہ، رسول، مومنین مددگار ہیں
۱۴-	وسیلہ رسول بعد از وصال
۱۵-	مکربین وسیلہ اور تصرف قیامت کے دن اقرار کریں گے
۱۶-	نقشبس میں نور کم کے معنی
۱۷-	زیارت مرقد رسول
۱۸-	مکر شفاعت بن لے
۱۹-	تبرکات انبیاء سے توسل
۲۰-	تبرکات مصطفیٰ ﷺ سے توسل
۲۱-	خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ
۲۲-	حقیقت اور معرفت
	ا۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ
	ب۔ فرمان الہی
	ت۔ بندے کس کے
	ث۔ پیانہ محبت
	ج۔ یا نبی یا رسول
	ح۔ رسول کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ
	خ۔ رسول جو کہے وہی شریعت
	د۔ مشرک صفات
	ذ۔ محب حبیب کی بات چیت
	ر۔ اللہ رسول ساتھ ساتھ
	ز۔ رسول کے ملنے سے اللہ ملتا ہے
۲۲-	میں دون اللہ
۲۳-	توبہ



## روئے سخن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم

النبیین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات اپنے برگزیدہ انبیاء کو عطا کیں۔ اور سب سے بڑھ کر تمام انبیاء کرام کے سردار، کائنات کے حاکم، اصل الموجودات اور جو ذات اقدس اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہے کو سب سے زیادہ عطا کیں۔ ان صفات میں دیگر صفات مثلاً علوم اور نورانیت کے ساتھ ساتھ اختیارات بھی عطا کر دیئے جو کہ درجہ محبوبیت کا تقاضا ہے۔ اس صفت کو شریعت کی اصطلاح میں تصرف کہتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نظام کائنات کو چلانے کا ایک طریقہ بنایا ہے اور اس کا یہ طریقہ ہی بہترین طریقہ ہے۔ ان عطاؤں کا ذکر قرآن میں بہت دفعہ آیا ہے اور پھر ہمارے آقا ﷺ کے بھی بہت فرمان مبارک ہیں۔

۳۔ مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد ہی حب نبی ﷺ ہے۔ غیر مسلمانوں نے (خصوصاً) عیسائی اور یہودی) شروع سے ہی ایک مشن باندھا وہ یہ کہ مسلمانوں کے دلوں سے نبی ﷺ کی محبت ختم کر دی جائے اور پھر انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے۔ ہمارے ہاں لہنتی انگریز کی بھی یہی پالیسی تھی اور اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہا۔ مسلمانوں میں فرقہ بندی کی بنیاد انگریز ہی کی پالیسی تھی۔ نئے جھوٹے مدعی



نبوت کا کارنامہ بھی انگریز کے کھاتے میں جاتا ہے۔  
 ۴۔ بندہ نے اس ضمن میں اپنے محبوب ﷺ کی اس صفت اقدس کو اجاگر کرنے  
 کے لئے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے۔ اور فرمان الہی انت المختار المنتخب یا  
 محمد کے مطابق ہی اس کا نام رکھا ہے۔ انشاء اللہ یہ عشاق کے لئے تحفہ  
 خوشبوئے رسول ﷺ ثابت ہو گا۔ اور کئی سادہ لوح مسلمان (جو گستاخان رسول  
 کے چنگل میں پھنس کر اپنا ایمان گنوا بیٹھتے ہیں) اس سے مستفید ہوں گے۔

فقط مخلص

کرنل (ر) محمد انور مدنی

(بندہ رسول ﷺ)



## مختار منتخب

حدیث قدسی :- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْتَ الْمُخْتَارُ الْمُنْتَخَبُ

المختار المنتخب :- وعندك مستودع نوری وكنوز ہدایتی من اجلك اسطح البطحاء امرج الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار ثم اخفى الله الخلیقة فی غیبه و غیبها فی مكنون علمه ثم نصب العوالم ووسط الزمان ومرج الماء واثار الزبد وهاج الريح فطفأ عرشه على الماء فسطح الارض على وجه الماء ثم استجابها الى اطلاعة فاذعنت بالا استجابہ ثم انشاء الله الملائكة من انوار ابتدعها وانوار اخترعها وقرن بتوحيده بنوة محمد صلى الله عليه وسلم فشهرت فی السماء قبل مبعثه فی الارض فلما خلق الله ادم.... تا آخر حدیث (مطالع المرات ص ۱۰۷)

توراة میں ذکر :- عن كعب الاحبار قال في التوراة مكتوب قال الله محمد عبدی المتوكل المختار (مطالع المرات ص ۱۱۹) كعب بن احبار سے روایت ہے کہ توراة میں لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد میرے بندے اور متوکل مختار ہیں۔ (۲) اسم محمد ﷺ۔ المختار المتخلص۔ (مطالع المرات ص ۱۱۸)

حدیث پاک :- رواه مسلم۔ انی رسول الله عليه وسلم قال بعثت بجوامع



الكلم ونصرت بالرعب وينا انا نائم رايتي اتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت في يدي متفق عليه

مسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا اور بیت سے میری مدد کی گئی جبکہ میں سو رہا تھا۔ تو میں نے اپنے کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

تشریح :- تمام زمینی خزانوں کی چابیاں دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنا دیا اور مالک بھی اختیار والا کہ آپ لوگوں کو اپنے اختیار سے تقسیم فرما دیں۔

اللہ عطا کرتا ہے میں بانٹتا ہوں :- آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں آپ ﷺ بہ عطاء الہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں۔ حضرت ربیعہ بن کعب نے حضور ﷺ سے جنت مانگی جو منظور فرمایا گیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ساری زمین میرے سامنے رکھ دی گئی جیسے میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یعنی تمام سلطنت عطا کر دی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ پوری کائنات آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ مشاہد (حاضر ناظر) کے بھی یہی معنی ہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے  
ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا  
بے یارو مددگار جسے کوئی نہ پوچھے  
ایسوں کا تمہیں یارو مددگار بنایا

خیر کثیر کی عطا اور اختیارات :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انا اعطینک الکوثر ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمایا۔ خیر کثیر میں بہت کچھ گویا کہ سب کچھ آجاتا ہے۔ رحمت کرنا، غنی کرنا، فضل کرنا، کرم کرنا، گویا کہ جو آپ ﷺ کی شان شایاں ہے۔



## کائنات کا سلطان

سورہ رحمن میں فرمان الہی ہے **يُمَعِّشِرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنْفُتُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُتُوا لَا تَنْفُتُونَ إِلَّا بِسُلْطَنٍ** (۳۳/۵۵) اے جن اور انسان کے گروہ اگر تم میں استطاعت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حدوں کو پار کر سکو تو پار کرو۔ نہیں تم پار نہیں کر سکتے مگر وہ جو سلطان ہے۔ یہاں سلطان کے معنی باختیار، حاکم، سند والا اور غلبہ والا کے ہیں۔ اور آپ ﷺ کا معجزہ شب معراج تمام آسمانوں کو پار کرنا، حجابات کو پار کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ سے بات چیت اور دیدار (بغیر کسی وسیلے کے) آپ ﷺ کی حاکمیت اور مختار ہونے کی دلیل ہے۔

**مختار کی ہر چیز مطیع :-** مختار کا اختیار ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو اس کی مطیع ہو۔ ظاہر ہے جو چیز مطیع نہ ہو اس پر کسی کو کوئی اختیار نہیں ہوتا یہ ایک عام قاعدہ ہے۔ فرمان الہی ہے۔ **مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللَّهَ** (۴/۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی پس اس نے بیشک اللہ ہی کی اطاعت کی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کروانے کا اختیار بھی دے دیا۔ ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ذرہ ذرہ کرتا ہے جس آخری حد تک گنا جائے۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ ذرہ ذرہ (آخری حد تک) رسول اللہ کی اطاعت کرے گا تب ہی تو اللہ کی اطاعت کہلوائی جائے گی۔ دوسرا نکتہ یہ نکلا کہ آپ ﷺ کا ذرہ ذرہ مطیع ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان بردار ہے آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ اور مطاع کو اپنے ہر مطیع کا علم ہوتا ہے۔ تب ہی تو مطاع کو پتہ ہو گا کہ کون کون اس کا مطیع ہے۔ جس سے ایک اور دلیل ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ کو ذرے ذرے کا علم ہے۔ یعنی آپ ﷺ ”صاحب کلی علم غیب“ ہیں۔



## اقلام تقدیر میں تصرف

آپ ﷺ کی ہر چیز مطیع ہے اور آپ کے تصرف میں ہے جب چاہیں اور جیسے چاہیں آپ کے حکم اور آپ کے عمل کی منتظر ہیں۔ قرآن حکیم میں بہت سی ایسی مثالیں دی گئی ہیں۔ جہاں آخری بات اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر ختم کر دی کہ اگر تم میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے محبوب کی پیروی کرو۔ سورۃ نور میں فرمایا نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور میرے حبیب کی اطاعت کرو میں تم پر رحم کر دوں گا۔ اب چونکہ بات تصرف کی ہو رہی ہے۔ ایک اور ٹھوس قرآنی دلیل دینے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم عام انسانوں کے لئے احکامات لکھ ڈالے ہوئے ہیں مثلاً (کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) تم پر روزے فرض کر دیئے گئے۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ (کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ) تم پر جہاد فرض کر دیا گیا مگر جب معاملہ محبوب کا ہو جسے مختار بھی بنا دیا گیا ہو تو عقلاً یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ لکھنے وغیرہ کا معاملہ بھی آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الْمُرْمِلُ ۝ قِمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ ۝ ترجمہ۔ اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما۔ سوا کچھ رات کے آدھی رات۔ یا اس سے بھی کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ۔ تو جناب عالی یہ ہے اور اختیار کہ قیام نصف رات سے چاہے کم کر دیں یا چاہیں کچھ بڑھاویں۔ یہ آپ ﷺ کے اختیار میں ہے۔ قلموں کا لکھنا عام لوگوں کے لئے ہے نہ حاکم کائنات کے لئے کیونکہ اقسام تقدیر آپ کی مطیع ہیں۔

سورج اور چاند مطیع :- (۱) تصرف کی بات کرتے ہوئے ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ معجزات کی ضرورت کافروں کے لئے ہوتی ہے۔ وہ اس لئے کہ ان کو ایسی چیزیں کر کے دکھائی جائیں تاکہ ان کی عقل عاجز ہو جائے اور وہ نبی کی نبوت ماننے کے قائل ہو جائیں۔ مومنوں نے کبھی بھی معجزہ طلب نہ کیا۔ یہ کافر ہی تھے جو طرح طرح کی باتیں کرتے اور معجزات طلب کرتے۔ چنانچہ اسی بنا پر کافروں نے کہا تھا کہ اس چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیجئے۔ چنانچہ مطاع نے حکم دیا مطیع حکم بجالایا۔ کفار کی عقلیں عاجز آگئیں اور مومن ویسے خوش ہو گئے کیونکہ انہیں پتہ تھا اور ہے



کہ یہ کوئی بڑی انوکھی بات نہیں وہ اس لئے کہ ہر چیز آپ ﷺ کی مطیع ہے اور مطیع کو مطاع کا حکم ماننا پڑتا ہے۔

(ب) سورج ایک مقرر کردہ راستے پر چلتا رہتا ہے۔ یہ اسے حکم ہے کہ تم ایسا کرتے رہو جب تک کہ تم کو اگلا حکم نہ ملے۔ مدینہ طیبہ میں مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کا وقت نکل جاتا ہے اور مولائے کائنات کی آنکھوں کے آنسو۔ حاکم کائنات کے چہرہ اقدس پر گرتے ہیں اور بیدار ہو کر پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ نماز عصر کا وقت گزر گیا۔ یہاں تو بات حاکم کائنات سے کی جا رہی ہے جس کی ہر چیز مطیع ہے اور پھر اس مطیع اور فرماں بردار سورج کو حکم ملتا ہے کہ واپس لوٹو اور عصر کی نماز کے وقت پر اپنی جگہ پہنچ جاؤ۔ اور وہ حکم بجالاتا ہے۔۔۔ ہے ناں حاکم کائنات کا تصرف۔



## ملک الموت کا اجازت لے کر حاضر ہونا اور فرمانا حق تعالیٰ نے آپ کو اختیار فرمایا ہے

عرض کی یا رسول اللہ حق تعالیٰ آپ کا مشاق ہے اور بلاتا ہے اس میں آپ کو اختیار مرحمت فرمایا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں اگر فرمائیں تو نہ قبض کروں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ملک الموت، جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اپنے اس کام میں مشغول ہو جاؤ ان کے ساتھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ زمین پر میرا آنا یہ آخری ہے اور میں آپ ﷺ کے لئے آتا تھا۔ یہ اختیارات کی مرتھی۔

حبیب ہی مختار ہوتا ہے :- ابن عساکر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور آپ ﷺ کو حبیب فرمایا۔ اور کوئی مخلوق تم سے زیادہ عزت والی نہ بنائی اور دنیا اور اس کے دنیا والے اس لئے پیدا کئے کہ وہ جان لیں کہ جو آپ کی عزت و منزلت میرے ہاں ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ چنانچہ محبوب ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ تمام مخلوق آپ کی طفیل بنائی گئی۔ محبوب اپنے محب کے ”کُل“ کا مختار ہوتا ہے اس کے مقابلے میں شریک ”کُل“ کا مختار نہیں ہوتا۔ محب جب چاہے اس ”کُل“ میں سے جتنا چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہے۔ لیکن شریک ایسا نہیں کر سکتا۔ اور آخری بہت اہم بات وہ یہ ہے کہ شراکت ختم ہو سکتی ہے۔ محبوبیت ختم نہیں ہوتی۔ اس لئے عقلی طور پر ثابت ہوا کہ محب نے جو فرمایا کہ آپ (ﷺ) میرے حبیب ہیں اور پھر فرمایا مختار منتخب ہیں تو دونوں اعزاز ایک دوسرے سے متصف ہیں۔ محبوب ہی مختار ہوتا ہے اور جو مختار ہو وہی محبوب بھی ہوتا ہے۔



## مختار کے اختیارات

مختار کے معنی ہیں اختیارات والا۔ وہ ہستی جو باختیار ہو اور اسے اپنے ماتحت چیزوں کو صرف کرنے کی قدرت ہو۔ چنانچہ یہ بات تو عقلی طور پر ثابت ہو چکی کہ اختیارات اتنے ہیں ہمارے آقا ﷺ کے جن کا گنا بہت مشکل ہے۔ اور پھر ان اختیارات کے متعلق صرف ایک ہی طریقہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بتا دیا ہے۔ وہ یہ کہ

پیمانہ :- وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

ترجمہ۔ اور جو رسول دے دے لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو۔

یہ ہے وہ پیمانہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کے اختیارات کے متعلق بتا دیا۔ لفظ ”ما“ میں ”سب کچھ“ آجاتا ہے۔ گویا کہ وہ مکمل اختیارات کا حامل ہے جو دے دے لو اور جس کام سے منع کرے باز رہو۔ اس سے بڑھ کر اختیارات کی اور کوئی دلیل نہیں۔ قرآن و حدیث وہ ہے جو الفاظ مختار المنتخب کے منہ مبارک سے نکلے۔ نماز میں ثناء، التحیات اور درود ابراہیمی پڑھتے ہیں حالانکہ یہ قرآن کے کسی پارہ میں نہیں لیکن چونکہ ”مختار کل“ نے بتا دیا ہے اس لئے یہ نماز بن گئے۔ شریعت بن گئے۔

عظمتِ مختار۔ شجر حجر نے کی :- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ سے باہر جاتا گرد و نواح میں تو شجر اور حجر آقا ﷺ کا استقبال اسلام علیک یا رسول کہہ کر کرتے۔۔۔۔۔ سفر شام میں بحیرہ نامی راہب نے خبر دی کہ اس نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا اور شجر و حجر آپ (ﷺ) کو سجدہ کرتے تھے۔



## فرمان مختار ﷺ

(۱) اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آج امریکہ کے سائنسدانوں نے احد پہاڑ کے پتھروں کا تجزیہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس میں سونا ہے۔ اور وہ اس لئے ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے اشارہ کیا کہ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونا بن جائے۔

(ب) ربیعہ بن کعب جو آپ ﷺ کے خادم تھے۔ آپ نے فرمایا ”سل ربیعہ“ ربیعہ مانگو ایسا سوال تو وہی کرنے کو کہہ سکتا ہے جو باختیار ہو اور اس کے پاس دینے کو بھی بہت کچھ ہو۔ ربیعہ نے بھی کیا مانگا۔ مال و دولت نہیں مانگا پس یہ کہ یا رسول اللہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔

مختار۔ تمام مخلوق کے لئے ہے :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا تم کہہ دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جمیعاً میں اللہ کے سوا باقی تمام مخلوق آجاتی ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے لئے مختار صادر عند اللہ ہیں۔

مختار کا وسیلہ ہی صرف ایک وسیلہ ہے :- مختار کے اختیارات کا قرآن و حدیث سے تو پتہ چل گیا اور عقلی طور پر بھی ثابت ہو گیا کہ ہمارے رسول اکرم ﷺ ہی مختار ”کل“ ہیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ تو عقل یہ کہتی ہے کہ بہترین وسیلہ ہی مختار کا وسیلہ ہے۔ یہ اگلے صفحات میں قرآن و حدیث سے بھی ثابت کر دیا ہے۔



## مالکِ حقیقی

ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی عطا کئے بغیر کوئی ایک ذرہ کا مالک نہیں پھر اس مالکِ حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے بندوں کی یہ ملکیت عطائی، عارضی اور مجازی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ذاتی، دائمی اور حقیقی ہے۔ اس عطا اللہ کا ذکر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ہے ملاحظہ ہر آیات قرآنیہ۔

(ا) قُلِ اللّٰهُمَّ مَلِكًا مُّلْكُ تَوْبِي الْمُلْكُ مَنْ نَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكُ لِمَنْ نَشَاءُ

ترجمہ۔ کو اے اللہ۔ ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔

(ب) وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا (۴/۵۴)

ترجمہ۔ ہم نے اولادِ ابراہیم کو بہت بڑا ملک دیا

(ت) وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ (۳۸/۳۶)

ترجمہ۔ ہم نے سلیمان کے زیر فرمان ہوا کو کر دیا جو ان کے حکم سے چلتی تھی۔

(ث) اِنَّا مَكْنَالَهُ فِي الْاَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سُبْحًا (۱۸/۸۴)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

(ج) وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ (۲۷/۲۳)

ترجمہ۔ ملکہ بلقیس کو ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

(ح) اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ (۲۱/۱۰۵)

ترجمہ۔ اس زمین کے وارث تیرے نیک بندے ہوں گے

(خ) وَمِنَ الْجِبِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهِ (۳۴/۱۲)

ترجمہ۔ ہم نے حضرت سلیمان کے تابع ایسے جن کر دیئے جو ان کے سامنے انکے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔



(د) وَأَنَاهُ اللَّهُ الْمَلِكُ وَالْحَكِيمُ (۲/۲۵۱)

ترجمہ۔ اللہ نے داؤد کو ملک بھی دیا اور علم بھی  
ان جیسی بہت سی آیات میں رب تعالیٰ کی عطا سے اس کے بندوں کا مالک ہونا  
ثابت ہے اب حضور ﷺ کے باذن الہی ملکیت عامہ کا ذکر سنئے۔

(ا) أَنَا أَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو کوثر یعنی عالم کثرت عطا فرمایا۔

(ب) وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنِي

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو بڑی عیال والا پایا تو غنی کر دیا۔

(ت) أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (توبہ)

ترجمہ۔ اللہ رسول نے انہیں اپنے فضل و کرم سے غنی کر دیا۔

(ث) وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (توبہ)

ترجمہ۔ اگر وہ لوگ اللہ رسول کے دیئے سے راضی ہوتے۔

فرمان نبوی :- خود حضور ﷺ اپنے متعلق اپنے رب کی عطا کا ذکر فرماتے ہیں۔

(ا) أَوْتَيْتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ

ترجمہ۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔

(ب) كَوْشَتٌ لِسَارَتِ مَعِيَ جَبَالِ الدُّبِّ

ترجمہ۔ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں

(ت) إِنِّي أَسْأَلُكَ مَرَأَعَتِكَ فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ یا رسول اللہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔

(مسلم)



## حدیث قدسی

جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی شرط :- اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب و محبت کی ایک شرط رکھی ہے اس کا ذکر قرآن میں ہے **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** آپ کہہ دیں۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (محمد) کی پیروی کرو۔ پھر اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے اتباع اور عشق کے بغیر مقام محبوبیت خداوندی کا حصول ناممکن ہے۔

حکم الہی ہے۔ وسیلہ تلاش کرو :-

قرآن۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (۵/۳۵ المائدہ)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

تشریح :- اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے خطاب کیا ہے۔ چنانچہ ظاہر یہ ہوا کہ اب اس آیہ میں جتنے بھی احکامات ہیں ان سب کا تعلق ایمان سے ہے۔ مندرجہ ذیل احکامات ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان احکامات پر عمل نہ کیا گیا تو پھر ایمان ختم ہو جائے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (۲) اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (۳) اس کی راہ میں جہاد کرو۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یہ تو بہت صاف بات ہے اس میں کسی خاص تشریح کی ضرورت نہیں۔ اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں وہ یہ کہ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔



اس حکم میں دو الفاظ بہت گہرے ہیں ایک وسیلہ اور دوسرا ڈھونڈو یا تلاش کرو۔



## وسیلہ کیا ہے؟

وسیلہ میں بہت گہرائی ہے اور لغت میں اس کے بہت معنی ہیں۔ جیسے قرب، محبت، حاجت، جنت کا خاص مقام۔ اس آیہ میں یہاں کسی چیز کے ذریعہ کو وسیلہ کہا جائے گا چونکہ حکم الہی ہے کہ میری طرف وسیلہ تلاش کرو۔ تو یہ تلاش ہم عقلی دلیلوں سے کریں گے۔

(۱) وسیلہ جس کی طرف ڈھونڈنا ہے اس کی شان کے شایاں ہو (یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف)

(۲) جو وسیلہ ڈھونڈیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی بات مانتا ہو۔

(۳) وہ وسیلہ تمہیں بھی جانتا ہو۔

یہ تین باتیں بہت ضروری ہیں اور اس کی مدد قرآن سے لیں گے۔ اس سے پہلے ایک لفظ کی تشریح بہت ضروری ہے اور وہ ہے وابتغوا (اور تلاش کرو) ابتغار کے لغوی معنی تلاش کرنا، ڈھونڈنا ہے۔

تلاش (ابتغا) :- تلاش کسی ہستی یا کسی چیز کو کیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے بذات خود ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ جیسے کسی چیز کی ضرورت ہو اور وہ بہت کمیاب ہو تو پھر بازاروں میں ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ لوگوں سے پوچھنا پڑتا ہے۔



## اعمال وسیلہ ہونے کی غلط فہمی

جیسا کہ تلاش کے متعلق بتایا کہ یہ کسی ہستی کی کی جاتی ہے۔ نہ کہ اعمال کی بعض لوگوں کو ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ وسیلہ کی ضرورت نہیں ہمارے اعمال ہی کافی وسیلہ ہیں۔ اعمال وسیلہ نہیں ہو سکتے اس کی تین وجوہات ہیں۔

- (۱) اعمال کے متعلق پتہ نہیں کہ وہ قبول ہوئے یا نہیں (ہو سکتا ہے ریا کاری ہو۔)
- (۲) اعمال کا پتہ نہیں۔ کہیں ضائع تو نہیں ہو گئے (منافقت اور آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے ایمان برباد ہو گیا ہو۔)
- (۳) اعمال ڈھونڈے نہیں جاتے بلکہ کئے جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنا کا حکم جو ملا ہے یہ اس عظیم ترین ہستی کو ڈھونڈنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو اور جو ہمیں بھی جانتی ہو۔ اعمال کو وسیلہ سمجھنا بڑی غلط فہمی ہے۔ پتہ نہیں یہ مقبول بھی ہوتے ہیں کہ نہیں۔

اعمال کو وسیلہ بنانا :- بعض لوگ جو انبیاء و اولیاء کرام کے وسیلہ کے منکر ہیں۔ ان کو یہ خوش فہمی بلکہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کے اعمال جنہیں وہ سمجھتے ہیں بہت نیک ہیں ان کے لئے ذریعہ نجات کافی ہیں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسے پتہ چلے کہ ان کے وہ اعمال نیک تھے اور ان میں ریا کاری نہ تھی۔ ان میں خلوص تھا یا نہیں۔ کیا وہ اعمال قبولیت کے درجے تک پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ جب یہ پتا لگانا مشکل ہے اس لئے ان پر انحصار کرنا بیوقوفی ہے۔ قرآن میں تو کئی باتیں بیان ہوئیں جن سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔ اب تو ایک وعظ پیش خدمت ہے جو آقا ﷺ نے حضرت معاذ کو اعمال کی قبولیت کے متعلق دیا۔



## نبی اکرم کا حضرت معاذ کو ایک دلچسپ وعظ

(۱) اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں اگر تو نے اسے یاد رکھا تو تیرے لئے بڑا فائدہ ہو گا۔ اگر تو نے اسے بھلا دیا تو سمجھ لینا کہ پھر تیری حجت اللہ تعالیٰ سے ختم ہو گئی۔ اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ ان کو ہر ایک آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ نگران مقرر کیا۔ پھر جب نگہبانانِ عمل بندہ کے عمل جو کہ صبح سے شام تک ہوتے ہیں پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور عمل کا نور سورج کے نور کی طرح ہوتا ہے۔ جب پہلے آسمان میں پہنچتا ہے تو زیادہ صاف ہو جاتا ہے اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے چنانچہ جب وہ اوپر کو جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہی فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ! اس عمل کو صاحبِ عمل کے منہ پر دے مارو، کیونکہ یہ گلہ گو ہے اور مجھے حکم ہے کہ جس بندہ کی عادت گلہ کی ہو اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں اور یہ بندہ چونکہ گلہ گو ہے بنا بریں اس کے اعمال کو واپس زمین پر بھیج دوں۔

(۲) پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندہ کے دیگر اعمال صالحہ حفظہ (فرشتے) لاتے ہیں۔ جس سے ان اعمال کو اوپر دوسرے آسمان کی جانب جانے کی اجازت ملتی ہے۔ لیکن دوسرے آسمان تک پہنچتے ہی (ملک) فرشتہ مقرر شدہ آجاتا ہے اور کہتا ہے، یہ عمل صاحبِ عمل کو لوٹا دو۔ کیونکہ یہ متفخر انسان ہے اور مجھے حکم ہے کہ متفخر کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔ اور یہ بندہ اپنے اعمال سے اسبابِ دنیا کے حصول کا خواہش مند ہے۔

(۳) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں جنہیں صوم و صدقہ اور صلوة کی وجہ سے نرالی رونق ہوتی ہے جسے حفظہ (فرشتے) دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں لیکن جب تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو فرشتہ مومل کہتا ہے، ٹھہر جاؤ اس کے اعمال اوپر نہیں جاسکتے کیونکہ یہ شخص متکبر ہے جہاں بیٹھتا ہے تکبر کرتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ ایسے آدمی کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔ فلذا اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو۔



(۴) آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں اس کی صلوٰۃ اور تسبیح و حج و عمرہ کی وجہ سے ستارہ کی طرح اعمال میں رونق ہوتی ہے یہاں تک کہ چوتھے آسمان میں پہنچتے ہیں۔ وہاں پر مقرر شدہ فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ اس کی اعمال اس کے منہ پر مار دو یہ خود بنی میں مبتلا ہے اور مجھے حکم ہے کہ خود بین کے اعمال کو اوپر کونہ آنے دوں۔

(۵) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں، جب اسے اوپر پانچویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ عمل نئی دلہن ہے جو اپنے دولہا کے ہاں بھیجی جا رہی ہے۔ یہاں بھی وہی موکل فرشتہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ اس کے عمل کو اس کے منہ پر دے مارو۔ اس میں حسد کا مرض ہے اور مجھے حکم ہے کہ جس میں حسد کی بلا ہے اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔

(۶) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ملائکہ عمل صوم و صلوٰۃ و حج و عمرہ کو چھٹے آسمان پر لے جاتے ہیں تو حسب دستور فرشتہ آجاتا ہے کہتا ہے، ٹھہر جاؤ اس کے عمل اس کے منہ پر مارو۔ یہ تو کسی پر رحم نہ کرتا تھا بلکہ انہیں اگر کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو ان کو گالیاں دیتا اور مجھے حکم ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہ کرے اس کے عمل اوپر نہ جانے دوں۔

(۷) حضور علیہ السلام نے فرمایا، بندہ کے اعمال کو ساتویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں جو کہ صوم و صلوٰۃ و فقہ و اجتہاد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس کی آواز شہد کی طرح ہوتی ہے اور اس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوتی ہے اور اس کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوتے ہیں تو مقرر فرشتہ کہتا ہے، ٹھہر جاؤ، اس کے عمل کو اس کے منہ پر مارو کیونکہ یہ اس لئے عمل کرتا تھا کہ میرا فقہاء کے سامنے درجہ بلند ہو۔ علماء پر میرا سکھ جما ہوا ہوں۔ شہروں میں میری شہرت ہو۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم ہے اور اس کے دل پر مرگ چکی ہے اسے میں آگے نہیں جانے دوں گا کیونکہ مجھے حکم ہے کہ جو ریاکار ہو اسے دربار خداوندی میں مت آنے دو۔

(۸) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں بندہ کے اعمال ساتوں آسمانوں سے گزر کر کے خجابت کو طے کرتے ہوئے مالک لایزال کے حضور میں جا پہنچتے ہیں اور ملائکہ عرض



کرتے ہیں، اے الہ العظیم! یہ عمل صرف میرے لئے خالص مخلص ہو کر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے فرشتو! تم اس کے ظاہر پر نگہبانی کرتے ہو۔ مجھے اس کے دل کے اسرار کا علم ہے یہ تو خالص میرے لئے عمل نہیں کرتا تھا بلکہ اس کا میرے غیر کی طرف دھیان تھا، پس اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہتے ہیں، تیری لعنت ہے تو ہم سب کی بھی اس پر لعنت، بلکہ ساتوں آسمان و زمین اور جو ان میں ہے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

معاذ کی معروض :- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، حضور! اب تو نجات مشکل ہے کیونکہ ہم میں نہ تو خلوص ہے اور نہ احسن عمل۔ آپ نے فرمایا، اے معاذ! میری افتاء کو نہ چھوڑ یقین پختہ رکھ، عمل میں کوتاہی ہوا کرتی ہے، اپنی زبان کو اپنے بھائیوں کے گلہ سے بچا، اپنے آپ کو اچھا نہ سمجھ اور دنیا کے عمل کو اخروی امور میں داخل مت کر اور لوگوں میں تفریق نہ ڈال تاکہ تجھے دونوں کے کتے پھاڑ نہ ڈالیں اور اپنے مل میں ریاکاری مت کر۔







بہانے بنا کر گھریٹھ گئے تھے ان کے متعلق فیصلہ الہی ہوا۔

(۱) اُولَئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اُولَئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹/۶۹﴾  
ترجمہ۔ ان کے عمل ضائع گئے دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ خسارے میں رہے۔

(ب) منافق قسمیں کھاتے تھے کہ اے محمد (ﷺ) ہم تمہارے ساتھ ہیں مگر وہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے تھے۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاصْبِحُوا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۰﴾ ان کے اعمال ضائع ہو گئے تو وہ رہ گئے نقصان میں۔

(ت) منافقین جنگ خندق کے وقت چپکے چپکے کھسک جاتے تھے تو پھر فیصلہ الہی ہوا۔  
اُولَئِكَ لَمْ يُوْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ

ترجمہ۔ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

قرآن حکیم میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں مشرک، مرتد، آخرت کو جھٹلانے والا آیات کو جھٹلانے والا۔ اللہ کو ناراض کرنے والے جنہیں اللہ کی خوشی گوارا نہیں۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان سب لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے۔

ایک عمل کی قبولیت کا بتا دیا گیا ہے :- اور یہ وہ عمل ہے جو اللہ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں یعنی کہ آقا ﷺ کی ذات پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور مومنوں کو بھی درود و سلام کا حکم دے دیا گیا ہے۔ چونکہ اس میں اللہ تعالیٰ شامل عمل ہے۔ اس لئے اس کی قبولیت کا اس طرح بتا دیا گیا ہے۔

ایک دفعہ درود بھیجنے سے :- (۱) دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۲) دس درجے بلند ہوتے ہیں۔

(۳) دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

وسیلہ کی تلاش :- وسیلہ کی تلاش میں عقلی دلائل یہ ہیں۔

(۱) وسیلہ اللہ تعالیٰ کی شان کے شایاں ہو۔

(۲) جسے وسیلہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا قرب ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی بات ماننا ہو۔



(۳) وہ وسیلہ کی ہستی ہمیں بڑی اچھی طرح جانتی ہو۔ تب ہی تو ہمارے متعلق بات کرے۔

مندرجہ بالا بہت واضح ہیں اور ان کو قرآن مجید کی آیتوں میں تلاش کریں گے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ شایان :- اللہ تعالیٰ کی مخلوق بے بہا ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے اشرف بنایا ہے۔ پھر انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے دوست، یار بھی ہیں جنہیں ہم انبیاء اور اولیاء کہتے ہیں۔ یہ دوستی یاری بھی عجیب شے ہے۔ دوست کی بات مانی پڑتی ہے کیونکہ یہی تو دوستی کا تقاضا ہے۔ ورنہ پھر دوستی کیسی۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اللہ ولی الذین امنوا اللہ مومنوں کا دوست ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان اس کے دوستوں کا ہی وسیلہ پکڑنا چاہئے انبیاء میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا گروہ ہے اور پھر انبیاء کا سردار تو سب سے زیادہ مقرب ہوتا ہے تو گویا کہ عقلی دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ سردار انبیاء تمام مخلوق کی عظیم ترین ہستی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اسی لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ (۱۰۸/۱۲ یوسف) آپ فرمائیں یہ میرا رستہ ہے (محمد کا رستہ) میں اللہ کی طرف لے جاتا ہوں۔ تو جناب تلاش کر ہی لیا کہ اللہ کو ملنے کے لئے حضور ﷺ کے در پر جانا پڑے گا۔ اور حضور ﷺ کو ڈھونڈو اولیاء کے دروازوں پر۔

اللہ تعالیٰ سے قربِ مصطفیٰ ﷺ :- عقلی دلائل سے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعد جو بلند ترین عظیم ترین ہستی اس کائنات میں ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور وہ حاکم کائنات ہیں مقصود کائنات ہیں۔ مطلوب کائنات ہیں وہی ہمارے لئے اللہ کا وسیلہ ہیں اب ان کے قرب الہی سے تو قرآن بھرا پڑا ہے بلکہ قرآن تو آقا ﷺ کی شان میں قصیدہ ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْهَمُ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَعْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرُّسُوْلُ لَوْ جَدُّوْا اللّٰهَ تَوَابًا رَّحِيْمًا (۲/۲۳)

ترجمہ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی



جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور ہوں اور پھر  
اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو حضور اللہ کو بہت توبہ قبول  
کرنے والا مہربان پائیں گے۔

حدیث قدسی ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو  
یہ کائنات نہ ہوتی

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُّوِيَّةَ اے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو  
ظاہر نہ فرماتا۔



## ہمارے متعلق علم مصطفیٰ ﷺ

وسیلہ تلاش کر لیا۔ ایک اور بات یہ ہے اور وہ ضروری بھی ہے وہ یہ کہ کیا ہمارا وسیلہ ہمارے متعلق اتنا علم رکھتا ہے کہ ہمارے متعلق آگے اللہ کے حضور بات کر سکے قرآن میں تو علم مصطفیٰ ﷺ کی شان میں سینکڑوں آیات ہیں۔ چند ایک اس ضمن میں درج ہیں۔

(ا) النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ (۱/۳۳ الاحزاب) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

(ب) قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ (۵۳/۳۹ الزمر) تم فرماؤ اے میرے (محمد کے) وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے محبوب کے بندے بیان فرمایا۔ اب تو مسئلہ حل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تک وسیلہ اس کے محبوب ﷺ کا ہی ہے اور در محبوب تک وسیلہ اولیاء اللہ کا ہی ہے۔

نکتہ :- عربی زبان میں لفظ ”قل“ کے بعد جو بات ہو وہ کہنے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ یہاں ”یاعبادی“ سے مراد ہے اے میرے بندو۔ کہنے والے ہمارے آقا ﷺ ہیں اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حبیب ﷺ کے بندے فرمایا۔ اس ضمن میں قرآن کی اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے عربی گرائمر کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔ ضرورت ہے تو وہ یہ کہ لوگ قرآن پڑھیں اور پھر اس پر غور کریں۔ لیکن یہاں لوگ کہلاتے شیخ القرآن ہیں مگر انہیں قرآن پڑھنا اور سمجھنا نہیں آتا۔

توبہ آوم علیہ السلام :- حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا بھول کر چلے گئے۔ نتیجہ یہ نکلا یہ جنت سے نکالے گئے اور پھر رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا کی دعا کرتے رہے حتیٰ کہ تین صدیاں گزر گئیں۔ پھر ایک دم یاد آیا اور عرض کی۔ يَا رَبِّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا







کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا۔ اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔ یہ ہماری عطا ہے اب تو سچا ہے تو احسان کریا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔۔۔۔۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تصرف کا اختیار دیا۔

امت سلیمان علیہ السلام کے ولی کی طاقت :- حضرت سلیمان نے جو خط ملکہ بلقیس کے نام بھیجا تو اس نے اپنے سرداروں سے صلاح مشورہ کیا۔ پھر اس نے ہدیہ جو کہ پانچسو غلام اور پانچسو باندیاں اور پانچسو اینٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج بھجوایا دیکھنے کے لئے کہ آیا سلیمان بادشاہ ہے یا نبی ہدیہ دیکھ آیا اور حضرت سلیمان کو بتایا آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنا دی جائے اور بروہر کے خوبصورت جانور اور جنات کے بچے حاضر کئے جائیں پھر وہ قاصد واپس کیا پھر ملکہ نے حضرت سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا۔ اور اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں مقفل کر کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ اب حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے خطاب کیا تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو (سورۃ النمل ۲۷/۳۹)۔ پھر ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں لیکن آپ کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا میں اسے حضور میں حاضر کروں گا۔ ایک پل مارنے سے پہلے۔ یہ بنی اسرائیل کے ایک نبی کے ولی کے تصرفات ہیں۔ یہ صرف نبی کی شان بتانے کے لئے ہوتا ہے کہ اس نبی کے امتی ولی کی اتنی پاور ہے تو نبی کی پاور کیا ہوگی پھر اسے عندہ علم من الکتب کا لقب بھی دیا۔

جان کائنات - محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سکون نہیں ملتا تیرے بغیر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) :- قرآن میں سورہ توبہ میں غزوہ تبوک کا



ذکر ہے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت غزوہ میں حاضر نہ ہوئی۔ اس کے بعد نام ہوئے۔ توبہ کی اور کہا افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ رہ گئے۔ جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آئے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے۔ آپ ﷺ آئے اور پوچھا یہ کون لوگ ہیں عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر ان کو خود نہ کھولیں۔ حضور نے فرمایا اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں گا۔ جب تک مجھے اللہ کی طرف سے ان کے کھولنے کا حکم دیا جائے پھر جب توبہ قبول ہوئی وہ مال و دولت لے کر حاضر ہوئے کہنے لگے اس کی بدولت ہم غزوہ میں نہ جاسکے۔ اسے لے لیجئے صدقہ کر دیجئے۔ یہ بھی ہو گیا۔ پھر بھی سکون میسر نہیں۔ کیسی زندگی ہے ایک پل کا سکون نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے کہا ہے۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ (۹/۱۰۳) اے محبوب ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔ تو یہ ہے وسیلہ اور تصرف کی بہترین مثال۔

عطائے رسول ﷺ :- منافقین مدینہ کا سورہ توبہ میں ذکر ہے اور ان کی بدکرداریوں کا پردہ اللہ تعالیٰ نے چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ لوگ بہت ہی بد بخت تھے۔ اور آقا ﷺ کی ذات اقدس کمالات، جملات، صفات اور معجزات پر نکتہ چینی کرتے تھے اسی لئے اپنا ایمان گنوا بیٹھے۔ آقا ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک منافق نے رسول اللہ کو کہا کہ عدل کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے خرابی ہو۔ میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے اور بھی ہمراہی ہیں تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے یہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اس شخص کا نام حرقوص بن زبیر تھا اور یہی خوارج کی اصل بنیاد ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اختیارات کی شان میں فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا لِمَا أُتَاهُمُ اللَّهُ



وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولِهِ (۹/۵۹) توبہ  
ترجمہ۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور  
کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب رہتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔۔۔  
یہ ہے تصرف مصطفیٰ ﷺ کا پیمانہ کہ آپ ﷺ کا عطا کرنا ہی اللہ کی عطا کہلاتا ہے۔

اللہ 'رسول' اور مومنین مددگار ہیں :- حضرت عبد اللہ بن سلام مسلمان ہوئے اور  
حاضر خدمت رسول ﷺ ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری قوم بنی قریظہ اور نضیر  
نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہماری ہم نشینی اور مدد نہیں کرتے ہیں۔ پھر یہ آیہ نازل ہوئی  
إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ  
الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ  
هُمُ الْغَالِبُونَ ترجمہ۔ بیشک تمہارے مددگار اللہ رسول اور مومن ہیں کہ نماز قائم کرتے  
ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کو  
مددگار بنائے۔ پس وہ اللہ کا گروہ ہے وہی غالب ہیں۔

تشریح :- اللہ تعالیٰ نے اس آیہ میں تین ہستیوں کا ذکر کیا۔ اللہ 'رسول' اور مومنین  
اور یہ سب مل کر حزب اللہ یعنی اللہ کا گروہ بنتا ہے۔ اس میں ایک لفظ ولی کا ذکر آیا  
ہے جو کہ قرآن میں مختلف صورتوں میں تقریباً نوے دفعہ استعمال ہوا ہے اور اس کے  
پندرہ سولہ معنی ہیں۔ اس آیہ میں شان نزول کے لحاظ سے اس کا معنی "مددگار" ہے۔  
چنانچہ اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ کا رسول مدد کرتا ہے اور مومنین مدد کرتے ہیں۔ یہ  
صالحین، صدیقین لوگوں کا گروہ ہے جنہیں عرف عام میں ہم اولیائے کرام کہتے ہیں۔ تو  
یہ فرمان الہی ہے کہ میرا رسول تمہارا مددگار ہے اور میرے اولیائے کرام۔



## وسیلہ رسول بعد از وصال

آقا ﷺ کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ اور روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ولو انهم اذ ظلموا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں اس کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا۔ تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ پوری آیت یہ ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَعْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ ترجمہ اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے حبیب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ معلوم ہوا قبر رسول پہ جانا بھی جاؤک میں داخل ہے۔ بعد وفات مقبولان حق کو ”یا“ کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے مقبولات حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

حقیقت انسانیت کیا ہے؟ روح جو مرنے کے بعد زندہ ہے :- کمال انسانیت یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا آئینہ اور مظہر تجلیان ربانی بن جائے یہ بات زندگی میں تو ممکن ہے مگر بعد از وصال کیسے ممکن ہے یہ سوال ذہن میں آجاتا ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ دیکھیں حقیقت انسانیت کیا ہے یہ وہ چیز ہے جو مرنے کے بعد بھی زندہ رہتی ہے اور وہ روح ہے۔ جسم کے اجزا پہ روح کی شعاعیں پڑتی ہیں تو مرنے کے بعد بھی اس سے تعلق رہتا ہے۔ روح بمنزلہ آفتاب کے ہے۔ روح اگر خوش ہو تو جسم کے اجزا پر اچھے تاثرات دے گی اور اگر روح ناخوش ہے تو وہ اپنا برا اور ناخوش اثر دے گی چنانچہ صفت الہی اور آئینہ جمال رب ہوتا ہے یہ صفت روح کی ہے تو معلوم ہوا کہ موصوف جب باقی ہے تو صفت بھی باقی ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ نیکی کے کام ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ کا ذکر ہے اور روح کی غذا ہے۔ تو کیا مرنے کے بعد ایمان، نماز اور دوسری نیکیاں ختم ہو جائیں گی یا جاتی رہیں گی



یقیناً باقی رہیں گی۔ چنانچہ اولیائے کرام حضرات کی قبور کے اندر بھی روحانیت زندہ ہوتی ہے اور روحانی کمالات بھی باقی ہوتے ہیں۔



## قبر میں تلاوت

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی حدیث ہے کہ ایک صحابی رسول نے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا لیکن اسے اس جگہ قبر ہونے کا علم نہ تھا۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ یہاں کسی انسان کی قبر ہے اور اس میں سے سورۃ ملک پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا سورۃ ملک روکنے والی اور نجات دینے والی ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے۔ اگر مرنے کے بعد قبر میں کوئی چیز باقی نہ ہوتی تو حضور ﷺ اس صحابی سے فرماتے کہ یہ تمہارا وہم ہے یا فرماتے کہ کوئی فرشتہ ہو گا یا کوئی جن تلاوت کر رہا ہو گا۔ لیکن حضور ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور کوئی تردید نہیں فرمائی۔

اللہ کے دوست (اولیاء) کے لئے انتقال ایسے ہے جیسے وہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں ایک قدم اٹھا کر چلے۔ اولیاء کرام اللہ کے مقبول بندے ہیں ان کے لئے موت ایک شریعت کی ضرورت کا ایک قدم ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کے بعد حیات ابدی کے حامل ہو جاتے ہیں اور ان کی روحانیت اب بلکہ جسم کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے اور وہ زیادہ طاقتور ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میرا بندہ جب میرا مقرب ہوا تو اس نے اپنے کلام کو میرے کلام کا اور اپنی صفات کو میری صفات کا آئینہ وار بنایا تو وہ اب مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو عطا کروں گا۔ وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دوں گا۔ یہ سب کمالات اس کی روح کے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر جا کر یہ کہنا کہ اے اللہ کے دوست اللہ سے دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو اس میں شرک والی کون سی بات ہے۔ مولوی صاحب شرک تو تب ہو گا کہ اگر کوئی انہیں اللہ بنائے لیکن کوئی بھی ایسا نہیں کرتا۔



## منکرین وسیلہ اور تصرف قیامت کے دن اس کا اقرار کریں گے۔ کیسے؟

اللہ تعالیٰ کے نظام میں ”وسیلہ“ ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ان کو جو چاہا ”عطا“ کیا تاکہ وہ تصرف کر سکیں۔ سب سے زیادہ عطا انبیاء کے سردار ہمارے آقا ﷺ کو دیا۔ اور آپ ﷺ کی طفیل آپ کی امت کے اولیائے کرام کو یہ عنایات و انعامات وسیلہ و تصرف عطا ہوئے۔ اس عالم خلق یعنی دنیا میں اس عالم الاسباب نے تو چلنا ہی ہے۔ جنہوں نے اللہ کے قرآن اور رسول اللہ کی احادیث کو مانا۔ مومن ہوئے اور وسیلہ و تصرف کا اقرار کیا۔ جنہوں کے دلوں میں منافقت کی بیماریاں ہیں۔ انہوں نے اس دنیا میں انکار کر کے اپنی دنیا اور آخرت برباد کر لی اور جہنم کو منزل بنا لیا۔ چنانچہ قیامت کے دن میدان حشر میں اور پھر دوزخ میں پھینکے جانے کے بعد یہ منکرین کیا کہیں گے۔



## نَقْتَبِسُ مِنْ نُورِكُمْ کے معنی تو بتا دو

منکر مولوی صاحب سورہ الحدید میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ایک منظر پیش کیا۔ فرمایا جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے۔ ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات ہے وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو۔ یہی بڑی کامیابی ہے آگے ذکر ہے۔ **يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسُ مِنْ نُورِكُمْ** جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ نور اور وسیلہ اب سمجھ آگیا ناں۔ دنیا میں تو انکار کرتے تھے قیامت کے دن مومنوں کے پیچھے پیچھے بھاگیں گے منکر مولوی صاحب۔ پھر پتہ لگ جائے گا۔ اسی لئے اب بھی وقت ہے کہ قرآن پڑھا کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں نکتہ چینی چھوڑ دو۔



ایک جنتی کے ویلے سے حدیث پاک ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ أَهْلَ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِي أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ شَرِبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوًّا فَيُشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (ابن ماجہ) ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخی لوگ صف بستہ ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک شخص ان پر گزرے گا تو ان میں سے ایک دوزخی کہے گا۔ اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں ہے۔ وہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور بعض دوزخی کہیں گے کہ میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اس کی شفاعت کرے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ ہونا ہے مگر مولوی صاحب "یا" سے ہی پکارے گا۔

انبیاء علماء شہداء کا وسیلہ :- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ انبیاء، علماء اور شہداء (ابن ماجہ)

زیارت مرقد رسول ﷺ :- ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے۔

۱۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبْتُ لَهُ شَفَاعَتِي جَسَ نِي مِيْرِي قَبْرِ شَرِيْفِ كِي زِيَارْت كِي اِس كِي لِي مِيْرِي شَفَاعْتِ وَاجِبْ هِي۔

۲۔ مَنْ زَارَ لِي اِلَى الْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا وَشَهِيدًا جُو شَخْصِ هَمَارِي زِيَارْت كَرِي مَدِيْنِي مِي۔ هَم اِس كِي لِي شَفِيْعِ وَگُوَاهِ هُوِي گِي۔

۳۔ مَنْ جَاءَ نِي زَائِرًا لَا نَعْمَهُ حَاجِبَةً اِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اِنْ اَكُوْنُ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُو شَخْصِ مِيْرِي زِيَارْت كِي لِي اُوْر كُوْنِي حَاجِتْ نِهْ هُو سُوَاِي مِيْرِي زِيَارْت تُو هَم پَر وَاجِبْ هِي اِس كِي شَفِيْعِ هُو جَائِي قِيَامْت كِي دِن۔

چنانچہ معلوم ہوا مدینے کی طرف زیارت روضہ رسول کے لئے سفر کرنا آخرت میں نجات کا سامان ہے۔



## منکر شفاعت بھی سن لے

حضرت انس سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ كَذَّبَ بِالشَّفَاعَةِ فَلَا نَصِيبَ لَهُ (تفسیر مظہری) جس نے شفاعت کا انکار کیا اس کے لئے اس سے کچھ حصہ نہیں کتنا ہے بد نصیب

دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے :- آخر کار جب حساب کتاب ہو جائے گا اور قرآن و حدیث سے بغاوت کرنے والے اپنے دائمی ٹھکانے میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ تو پھر یہ اس دنیا میں پکار کے منکر اب خود دوزخ سے جنتیوں کو پکاریں گے۔ قرآن کہتا ہے۔  
وَنَادَى اصْحَابَ النَّارِ اصْحَابَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوا اِنْ اللّٰهُ حَرَمَهُمَا عَلَيِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا لِهٰوَا وَلِعْبَا وَغَرْتِهِنَّ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنسَهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰتِنَا يَجْحَلُوْنَ ۝

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا۔ تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

تشریح :- ان آیات میں چند باتیں واضح ہیں۔

(۱) دوزخی پکاریں گے اپنے جیسے انسانوں کو جو جنت میں ہوں گے۔ اس دنیا میں یہ لوگ اللہ کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کے پکارنے کو شرک قرار دیتے تھے۔  
(۲) جنتی بولیں گے یہ پانی اور رزق اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں پر حرام کر دی ہیں۔ یہ ان کی بدنصیبی اور محرومی کی انتہا ہوگی۔

(۳) ان دوزخیوں نے دین کو کھیل تماشا بنا لیا تھا۔ گستاخان رسول اللہ کا وطیرہ اپنایا۔

(۴) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ آقا ﷺ کی شان میں جتنی آیات آئی ہیں ان کو یہ ماننے سے نہیں۔



## تبرکاتِ انبیاء سے توسل

(تابوتِ سکینہ) :- پہلی مثال بنی اسرائیل سے ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَمِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ (۲/۲۴۸)

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بھی ہوئی چیزیں ہیں۔ موسیٰ اور ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے۔

تابوتِ سکینہ :- حضرت موسیٰ جنگ کے موقعوں پر اسے آگے رکھتے تھے اس میں بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی اس میں انبیاء علیہ السلام کی تصاویر تھیں۔ یہ وراثتاً منتقل ہوتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور بد عملی بڑھ گئی تو اللہ نے ان پر عمارت کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے۔ اور اسے نجس اور گندے مقامات پر رکھا اور اس بے حرمتی کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ان کی بستیاں ہلاک ہو گئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تبرکات کی حرمت سے کامیابی ملتی ہے اور تبرکات کی بے حرمتی سے ہلاکت نصیب ہوتی ہے۔

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي :- حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں بیٹے کی جدائی میں سفید ہو گئی تھیں۔ ہر وقت روتے رہتے اور یوسف یوسف کرتے رہتے تھے جب برادران یوسف دوسرے پھیرے حضرت یوسف سے ملنے گئے اور باپ کا حال بتایا تو انہوں نے فرمایا اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقَوَّةُ عَلَيَّ وَجْهَ ابْنِي يَا تَبَصَّرَا۔ میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اس کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ بیٹا بھی نبی اور باپ بھی نبی۔ باپ نے یہ تو نہ کہا کہ اس قمیص کو منہ پر میں ڈالوں یہ شرک ہو گا نہیں نبی کے تبرکات میں بہت برکت ہوتی ہے۔ اور پھر جب یہ قمیص



لے کر گئے بھائی یہودا واپسی لشکر کے آگے آگے تھے تو اوہر حضرت یعقوب نے خوشبو  
 سوکھی اور فرمایا اِنِّیْ لَاجِدْرِیْحٍ یُّوسُفَ بِشَکِّ مِیْلِ یُوسُفَ کِیْ خُوشِبُو پاتا ہوں۔ یہ  
 سینکڑوں میل سے خوشبو سوکھ رہے تھے۔ پھر جب یہ کرتا ان کے منہ پر ڈالا گیا تو ان  
 کی آنکھیں کھل گئیں۔ یہ ہیں انبیاء کے تبرکت سے توسل۔ کیا یہ شرک ہے۔ مولوی  
 صاحب کبھی قرآن بھی پڑھ لیا کرو تاکہ تم اپنے ایمان کو بچا سکو اور جہنم کا شکار نہ بن  
 جاؤ۔



## تبرکات مصطفیٰ ﷺ

یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ حضور ﷺ کے آثار مبارکہ سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ ان کا ایک ہی مقصد تھا یعنی بارگاہ الہی میں توسل کرنا۔ مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

(۱) حضرت عمرؓ۔ گنبد خضرا میں دفن ہونے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ جب وقت وفات آیا تو اپنے بیٹے کو حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں اجازت مانگنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں اس جگہ کو اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہوں مگر فاروق اعظم کو ترجیح دینی ہوں۔ اور پھر اس خوشخبری سے عمر فاروقؓ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کی تمنا پوری ہو گئی۔ اور وہ قرب قبر نبی ﷺ سے توسل چاہتے تھے۔

(۲) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو اس مسکینے کا منہ کٹ لیتی ہیں جس سے آقا ﷺ نے پانی نوش فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ ہمارے پاس ہے۔ (۳) صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک کے منڈوانے پر ایک بال کے حصول کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں اور خالد بن ولید سیف اللہ اپنی دستار مبارک میں رکھا کرتے تھے اور جنگوں میں فتح یاب ہوتے تھے۔

(۴) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا۔ نبی اکرم ﷺ کے جبہ مبارک کو محفوظ رکھے ہوئے ہے اور فرماتی ہیں ہم اسے دھو کر مریضوں کے لئے شفا یابی حاصل کرتے ہیں۔

(۵) رسول اللہ کی انگشت مبارک جسے صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ محفوظ رکھتے۔

(۶) آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے لوگ شیشیاں بھر بھر کے لے جاتے تھے۔ (۷) آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو نیچے گرنے نہ دیتے تھے اور اپنے چہرے پر مل لیتے۔ (۸) عبداللہ بن ابی ابن سلول (مناقب اعظم) جب مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ سے اپنی قمیص دیں۔ آپ نے اپنی قمیص دے دی اس نے بیٹے کو دوبارہ بھیجا کہ انہیں کہیں اپنی وہ قمیص دیں جو جسم مبارک سے



گتی ہے۔ منافقین یہ منظر دیکھ کر ہزاروں کی تعداد میں مومن بن گئے۔

(۹) خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ :- روضہ اقدس میں جالیوں کے قریب بیٹھیں تو آقا ﷺ کی خوشبو آتی ہے۔ یہ بات صرف عشاق اور عرفا کے لئے لکھ رہا ہوں۔ وہ اس لئے کہ جنہیں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ ﷺ کی زیارت ہوئی ہو۔ تو پھر انہوں نے آپ ﷺ کی خوشبو سونگھی ہوتی ہے اور پھر جالیوں کے پاس ایسی ہی خوشبو سونگھ کر وہ ایک طرح کے نشے میں ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خوشبوئے رسول ہے۔ اور ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ کا گزر ہوا تو فضا میں بہت ہی قریب ایسی خوشبو آتی ہے۔ اور پھر فوراً خیال آتا ہے کہ یہاں سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ یہ محبت و عشق کی باتیں ہیں۔ جسے عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں۔



## حقیقت اور معرفت

۱۔ حقیقت کیا ہے :- حقیقت تو یہ ہے کہ آقا ﷺ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ ﷺ کا فرمان **يَا بَلَاغُ كَرِّ لَمْ يَعْلَمْنِي حَقِيقَةً غَيْرَ رَبِّي - فَاَعْرَفُ** ذالک ترجمہ۔ میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اے ابوبکر (ؓ) تو اچھی طرح جان لے۔ امت میں حضرت ابوبکر صدیق (ؓ) کا مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ لیکن یہاں بات ہے محبوب ﷺ کی حقیقت کی۔ ابوبکر صدیق (ؓ) وہ ہستی ہیں جن کے متعلق آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ **لَوْ كُنْتُ مَسْخُودًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَا تَخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَحِبِّي وَصَاحِبِي**۔ ترجمہ۔ اگر میں رب کے علاوہ کسی اور کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر (ؓ) ہوتا مگر وہ میرا دینی بھائی اور ساتھی ہے۔ (بخاری) محب اور محبوب (ؓ) کی دوستی اور پھر اس کی حقیقت کوئی ان کے سوا نہیں جانتا۔ دینی بھائی سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا کر ٹاٹ کا لباس پہن کر کیکر کے درخت کے کانٹے اتار کر بٹن کی جگہ لگا کر حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے لئے صرف اللہ اور رسول (ﷺ) کافی ہیں تو دوست کی دوستی کی حقیقت کیا ہوگی۔

ب۔ معرفت کا سمندر :- معرفت کے سمندر کا اس طرف کا کنارہ یقین کی منزل ہے یہاں علم، عقل، عشق پہنچاتے ہیں ان سب کو ملائیں تو اسے شریعت کہتے ہیں۔ معرفت کے سمندر میں جب عاشق غوطہ زن ہوتا ہے تو اسرار و رموز کے موتی چننا ہے۔ اسے معرفت کہتے ہیں۔ معرفت کا دوسرا کنارہ حقیقت ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔

ت۔ شان محبوبیت :- ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا اللہ کا حبیب (ﷺ) ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں بات علم مبارک کی ہو رہی ہے۔ محبوب ﷺ کے فرمان مبارک کو جاننے کے بعد پھر عقل کی کسوٹی پر دیکھیں گے کہ علم مبارک کی کوئی حد ہے۔ یقیناً کوئی حد نہیں۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ آگے آئیں گے۔

۱۔ اِنِّي اَرَايَ مَالًا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالًا نَسْمَعُونَ۔ (بیشک میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں



دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں تم نہیں سنتے) یہ ارشاد مبارک سننے والے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں جن کی نظر ہزاروں میل تک دیکھتی تھی اور ادھر کی آواز سنتی بھی تھی۔

ث۔ دیکھنے کی حد (Range) :- عام انسان کی دیکھنے کی حد کئی ہے۔ افق المین (جہاں زمین و آسمان ملتے نظر آتے ہیں) تک تو دیکھ ہی سکتا ہے۔ سورج، چاند، ستاروں کو لاکھوں میل دور دیکھ سکتا ہے مگر ایک حد پر آکر آگے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر بیچ میں رکاوٹ ہو تو پھر دیکھنے کی حد کم ہو جاتی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کانما انظر الی کفی هذا۔ قیامت تک ہونے والے واقعات میں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ قرآن جاؤں اس ہتھیلی پر۔ ہمارے محبوب (ﷺ) کا ہاتھ تو اللہ کا ہاتھ ہے۔ جنگ خندق ہو رہی ہے اور سعد بن معاذ تیر کھا کر شہید ہو گئے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ رخصن کا عرش مل گیا ہے۔ اہنز العرش الرحمن آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں اور ستر ہزار ملائکہ زمین پر آئے ہیں جو پہلے کبھی نہ آئے تھے رخصن کا عرش کیوں مل گیا۔ بلکہ جھوم گیا۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آسمانوں اور ملائکہ کو بتانے کے لئے۔ گویا کہ عرش رخصن بھی ہتھیلی پہ۔ عرش کو جھومتا دیکھا۔ آسمانوں کے دروازوں کو کھلتے دیکھا۔ فرشتوں کی تعداد کا علم۔ اور یہ بھی علم کہ وہ پہلے کبھی زمین پر نہ آئے تھے یعنی ایک ایک فرشتے کی حرکت و سکنات کا علم۔ عرش کے ہٹنے کی وجہ کا علم۔ کوئی حد ہے آپ ﷺ کی نظر مبارک کی۔ یہ دوسرے جہانوں کی باتیں ہیں (ملائکہ مقرب اور نبی مرسل کی حد سدرۃ المنتہی ہے)

ج۔ عالم برزخ کا مشاہدہ :- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ساتھ ہیں، قبرستان سے گزر ہوتا ہے، عالم برزخ میں، دوسروں کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے فرمایا ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹے سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا ماں کا نافرمان تھا۔ اس عالم خلق میں خود ہیں اور دیکھتے عالم برزخ میں ہیں۔ اور عذاب کی وجہ کا بھی علم ہے۔ جنگ احد کے شہید حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ عنہ) (جنابت کی حالت میں نکلے تھے) کو دیکھا کہ ملائکہ انہیں غسل دے رہے ہیں۔ (اسی لئے غیل الملائکہ کہلائے) عامر بن نفیرہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام) شہید ہوئے۔ جسم نہ ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو ملائکہ اٹھا کر



ج۔ سننے کی حد (Range) :- عام انسانوں کے سننے کی حد دیکھیں جنتی جنت کے اعلیٰ ترین درجے علیین میں ہو گا اور دوزخی دوزخ کے نیچے سجین میں ہو گا۔ کروڑوں اربوں میل کا فاصلہ ہو گا۔ کوئی فون وغیرہ نہیں۔ آپس میں گفتگو کریں گے۔ دوزخی دور سے پانی اور رزق مانگے گا۔ جنتی سنیں گے تب ہی تو جواب دیں گے کہ یہ دونوں چیزیں کفار پر حرام ہیں۔ جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے تم دوزخ میں کیوں آئے۔ دوزخی بولیں گے ہم مسکین کو کھانا نہ کھاتے اور نماز نہ پڑھتے تھے اور یہ تو عام انسانوں کی حد ہے آقا ﷺ کے سننے کی حد کا تو کسی انسان کو پتہ ہی نہیں۔

خ۔ آقا ﷺ کی سننے کی حد :- ایک مختصر سی مثال ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اقلام تقدیر کی آوازیں سنتا تھا۔ حالانکہ میں ماں کے پیٹ میں تھا۔ زمین پر بیٹھے ہوئے عرش کے ہلنے کی آواز سنتا۔ آسمانوں کے دروازے کھلنے کی آواز سنتا۔ فرشتوں کے اترنے کی آواز سنتا۔ صرف اور صرف حاکم کائنات کی ہی شان ہے۔

(لَوْ تَعْلَمُونَ مَا عَلَّمَ لَضَحِكُنمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)

(اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم اور روتے بہت زیادہ) یہ ارشاد مبارک کے سننے والے بھی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) و عمر (رضی اللہ عنہ) عثمان (رضی اللہ عنہ) و علی (رضی اللہ عنہ) جیسے بلند مرتبہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

شب معراج :- جو محب اور محبوب (ﷺ) میں گفتگو ہوگی۔ جو علم عطا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کی شکایات کیں ان علوم کا جانا صرف اور صرف ہمارے آقا ﷺ کی ہی شان ہے۔

محب کی محبوب سے شکایتیں (شب معراج) :- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا وہ سر بھر باتیں کیا تھیں؟ فرمایا: میرے امیوں کی شکایات تھی۔ فرمایا: پہلا: اے محمد ﷺ! میں خود بندوں کے رزق کا ضامن ہوں اور آپ کی امت میری ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی اور نارسیدہ غم کو اپنے دل پر مسلط کر لیتی ہے، جو غم ابھی آیا ہی نہیں اس کا غم کھانا انسان کے غم آنے سے پہلے ہی



غمزدہ کرتا ہے۔

ہاں بہتر کہ بافردا گزارم کار فردارا

دوسری :- یہ کہ میں نے بہشت کو آپ اور آپ کے دوستوں کے لئے پیدا کیا ہے، لیکن آپ کے امتی بہشت سے رغبت نہیں کرتے یعنی اعمال خیر میں کوتاہی کرتے ہیں۔

تیسری :- یہ کہ دوزخ کو میں نے آپ کے دشمنوں کے لئے پیدا کیا ہے لیکن آپ کے امتی اس میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض میری نافرمانی کی جرات کر بیٹھے ہیں۔

چوتھی :- بات یہ کہ میرے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اور میرے بندوں کے ساتھ صلح یعنی تنہائی میں گناہ کرتے ہیں اور مجھ سے شرم نہیں کرتے اور لوگوں کے سامنے ارتکاب گناہ سے پرہیز کرتے اور ان کی بلا مت سے خوف کھاتے ہیں۔

پانچویں :- یہ کہ میرا ان سے کل یعنی آئندہ کے اعمال کا مطالبہ نہیں ہوتا مگر وہ مجھ سے ہفتہ، مہینہ اور سال کی روزی طلب کرتے ہیں۔

چھٹی :- بات یہ ہے کہ میں ان کی روزی ان کے سوا کسی اور کو نہیں دیتا لیکن وہ میری عبادت کو دوسروں کے سپرد کرتے ہیں یعنی ان کی عبادت میں ریا کاری ہوتی ہے۔ دوسروں کو اس میں شریک کر لیتے ہیں، عزت و ذلت میرے اختیار میں ہے، وہ غیروں سے اپنی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں اور غیروں سے ڈرتے ہیں۔ فرشتے ہر وقت ان کے برے اعمال میرے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ میں فرشتوں کے سامنے ان کی شکایت نہیں کرتا اور میں اگر کچھ تکلیف مصیبت ان کو پہنچاؤں تو وہ لوگوں کے سامنے میری شکایت کرتے ہیں اور کفران نعمت اور ناشکری کرتے ہیں۔

DR اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ :- ترجمہ۔ بیشک میں ضرور اس کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا۔ دوزخ میں ایک ایسا شخص ہو گا جو پروردگار سے عرض کرے گا کہ مجھے دوزخ کے دروازے تک کر دے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا اس کے بعد







صورت میں تھا۔ فرمایا اے محمد (ﷺ) میں نے عرض کیا مولا میں حاضر ہوں۔ فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھکرتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے خبر نہیں (تو بہتر جانتا ہے) یہ تین بار فرمایا۔ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا حتیٰ کہ میں نے اس سے خوشی اور شادمانی کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ (ﷺ) کو علم ہے کہ فرشتے کیا کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رب وہ کفارات کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا موسم سرما میں اچھی طرح وضو کرنا۔ اور عضو تک اچھی طرح پانی پہنچانا۔ دوم باجماعت نماز ادا کرنا تیسرا ہر نماز ادا کرنے کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اے فرشتو! تمہیں مشکل کشا مل گیا جو بھی مشکل سوال ہے آپ (ﷺ) سے پوچھو۔ حضرت اسرافیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما الکفارات۔ آپ (ﷺ) نے بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت جبرائیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما النجیات۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا پوشیدہ اور اعلانیہ خدا سے ڈرنا۔ فقیری اور توکبری میں میانہ روی اور ناراضگی اور خوشی میں انصاف کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت میکائیل حاضر ہوئے اور پوچھا یا محمد (ﷺ) ما الدرجات آپ (ﷺ) نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلانا۔ سلام کرنا رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ اس کے بعد حضرت عزرائیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما الملکات (بندوں کو ہلاک کرنے والی) آپ (ﷺ) نے فرمایا یعنی وہ بخیل جس کی لوگ اطاعت کریں جو کچھ بخیل انہیں کہتے ہیں اس پر عمل کریں۔ نفسانی خواہش کی پیروی کرنا اور خود کو نیک سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا صدقت یا محمد (یہ مقرب فرشتے چار ہزار سال سے بحث کر رہے تھے مگر انہیں جواب نہیں مل رہا تھا)۔ آپ (ﷺ) کا انتظار اللہ تعالیٰ نے کروایا۔ کہ محبوب آئے کیونکہ یہ حاکم کائنات کا کام ہے کہ اپنے مطیع مخلوق کے جھکڑے پٹائے۔

۱۶ ان رَبِّي اسْتَشَارَنِي فِي امَّتِي مَاذَا افْعَلُ بِهِمْ :- ترجمہ۔ بیشک میرے رب نے میری امت کے متعلق مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ میں نے عرض کیا اے پروردگار وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر



دوبارہ حضور نے فرمایا میں نے وہی کہا پھر فرمایا اے محمد میں تجھے تیری امت کے حق میں  
 او اس نہ کروں گا اور مجھے خوشخبری دی کہ سب سے پہلے آپ کے ستر ہزار امتی جنت  
 میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار (طفیلی) اور ان سے کوئی حساب نہ لیا  
 جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۹۳)

خلاصہ :- ہے ناں حاکم کائنات۔ احکم الحاکمین نے حاکم کائنات سے مشورہ کر کے فیصلہ  
 فرمایا۔

DA كِتَابٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ اسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاسْمَاءُ اَبَاءِ  
 هُمْ وَقَبَائِلُهُمْ :- اور دوسری کتاب میں اسماء اهل النار۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو  
 مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کیا کتابیں ہیں۔ صحابہ کرام بولے یا رسول اللہ  
 ﷺ آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے (کتے پکے مومن تھے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ  
 داہنے ہاتھ والی کتاب میں تمام جنتیوں کے نام ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام  
 ہیں پھر آخر تک ٹوٹل ہے اور بائیں ہاتھ والی کتاب میں دوزخیوں کے نام۔ ان کے  
 باپ دادوں اور قبیلوں کے نام پھر آخر تک ٹوٹل ہیں۔

خلاصہ :- ہے نا حاکم کائنات جس کے علم مبارک میں ہے کہ یہ انسان اپنی بد اعمالیوں  
 کی وجہ سے دوزخ اور اچھے اعمال کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ یہ ہوتی ہے حاکم  
 کی شان۔

DA اللہ مُعْطِي وَاَنَا قَاسِمٌ :- آپ ﷺ کا فرمان ہے اللہ عطا کرتا ہے اور میں  
 بانٹتا ہوں۔ اس میں علم بھی شامل ہے۔ اور جیسا کہ آیت مبارکہ کے مطابق آپ  
 ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں اس لئے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ بہت بڑے سخی  
 ہیں اور علم بھی سب چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ کے در سے ملے گا قاسم کے در سے  
 ہی سب کچھ ملتا ہے۔ یہ اللہ کا سٹم ہے۔ انسان کے دفتر میں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی  
 بندہ یہ کہے کہ میں اس مخصوص کھڑکی سے نہ لوں گا بلکہ دفتر کے اندر جا کر مطلوبہ چیز  
 لاؤں گا۔ اور پھر وہ ایسا کر لیتا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ انسان کے دفتر میں کرپشن  
 (خرابی، بگاڑ) ہے۔ بنائے ہوئے سٹم کو توڑا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں کرپشن نہیں



ہے۔ وہاں فطرت کے خلاف بات نہیں ہوتی۔ یہی فرق بندے اور اللہ کے دفتر کے درمیان ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب (قاسم) کے علاوہ اس کی رضا کے بغیر دے دے تو پھر بندے اور اللہ کے سسٹم میں کیا فرق رہ گیا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا کرتا ہے اتنا ہی گویا کہ پورا پورا آپ ﷺ بانٹتے ہیں۔ عطا اور بانٹ برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہلوا دیا کہ میں تو سو فیصد عطا کرتا ہوں اور تم کچھ فیصد بانٹو نہیں یہ محبوبیت ہے سب کچھ محبوب ﷺ کے در سے دلوانا ہے جو کہ حاکم کائنات کی شان کے شایاں ہے۔

نتیجہ یہ ہے ناں حاکم کائنات۔ احکم الحاکمین عطا کرنے اور حاکم کائنات بانٹنے۔



## شان محبوب ﷺ

(۱) اے حبیب (ﷺ) اگر تو نہ ہوتا۔۔ یہاں محب کی باتیں کرتے ہیں پھر محبوب (ﷺ) کی باتیں ہوں گی۔

(۱) محب کتا ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ إِلَّا فَلَاحًا لَوْلَاكَ لَمَا أَظْهَرْتُ  
الرَّبُّوِيَّةَ اے محبوب (ﷺ) تو نہ ہوتا تو یہ کائنات نہ ہوتی۔ اے محبوب (ﷺ) تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔

(۲) ذکر محبوب (ﷺ) :- میرے ذکر کے ساتھ تیرا بھی ذکر ہو گا۔ کیونکہ تو میرا نائب اعظم ہے۔

(۳) يَا مُحَمَّدٌ كُلُّ أَحَدٍ يُطَلِّبُ رِضَائِي وَأَنَا أُطَلِّبُ رِضَاكَ فِي  
الدَّارَيْنِ۔ (تفسیر کبیر) اے محمد ہر کوئی میری رضا چاہتا ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔  
(۱) بدر کا میدان۔ جنگ ختم، جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار پیچھے باقی ملائکہ  
زر و عمائے باندھے ہوئے ہاتھوں میں گرد آلود نیزے ہیں کتا ہے یا رسول اللہ (ﷺ)  
مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں اس وقت تک آپ (ﷺ) سے جدا نہ ہوں جب تک  
آپ (ﷺ) راضی نہ ہو جائیں تو کیا آپ (ﷺ) راضی ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا  
ہاں میں راضی ہوں۔ ہر جگہ محبوب (ﷺ) کی رضا کی خواہش۔ قیامت تک کیا بلکہ  
اس کے بعد بھی۔

(ب) شفاعت کے مرحلے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے محبوب (ﷺ) کی امت کو  
بخش کر پوچھے گا۔ ارضیت یا محمد (ﷺ) کیا آپ راضی ہیں یا محمد (ﷺ) اور پھر آقا (ﷺ)  
فرمائیں گے رب قدر ضیت۔ اے رب میں راضی ہوں۔

(ت) شب معراج۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے دیدار مصطفیٰ (ﷺ) کی اجازت  
طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دے دی تو تمام ملائکہ سدرہ پر آ بیٹھے اور  
جمل مصطفیٰ محمد (ﷺ) کو دیکھنے کے لئے سدرہ کو ڈھانپ لیا۔

تفسیر درمشور میں ہے۔ آپ (ﷺ) کا فرمان ہے راوی انس بن مالک ہیں کہ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَّجَ بَنِي مُضَنَّى جِبْرِيْلَ حَتَّى



جَاءَ الْجَنَّةَ فَدَخَلَتْ فَأَعْطِيَتْ الْكُوْثُرَ ثُمَّ مَضَى حَتَّى جَاءَ السِّدْرَةَ الْمُنْتَهَى فِدُّنَا رَبُّكَ فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ جب سدرۃ المنتہی پہنچے تو تیرا رب نزدیک ہوا۔ (یہاں دنا کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اگر دنا کا فاعل آپ ﷺ ہوں تو پھر یہاں دنیست ہوتا۔ کیونکہ یہ آپ خود فرما رہے ہیں) اس کے بعد فرمایا تمہیں تیرا رب خوب اتر آیا (یہاں بھی تدلی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے) اور پھر اتنے قریب کہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور محب نے محبوب سے گفتگو کی۔ محبوب نے محب کو اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا۔ تو یہ ہے قرب الہی کی باتیں۔

(ث) یا محمد سے خطاب :- جتنی بھی احادیث صرف ”یا محمد“ کے خطاب سے شروع ہوتی ہیں ۱۳ ہیں اس کے علاوہ کئی احادیث کے درمیان میں اور بعض کے آخر میں ”یا محمد“ سے خطاب ہے۔ یہ محبوبیت کی وہ بلند ترین منزلیں ہیں جہاں کسی انسانی ذہن کی رسائی ممکن نہیں۔ قرآن میں یا ایہا النبی ۱۳ دفعہ اور یا ایہا الرسول ۲ دفعہ آیا ہے۔ چنانچہ یا محمد۔ یا نبی۔ یا رسول کہنا اللہ کی سنت ہے۔ کتنی بہترین سنت ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی سنت کی پیروی کر کے ایسے پکارتے ہیں۔ کہاں لکھا ہے ایسے نہ پکارو۔

(ج) فَسْئَلُ بِهِ خَبِيرًا (القرآن) :- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا پتہ پوچھنا ہے تو ایک خبیر ہے سے پوچھو۔ آپ (ﷺ) نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا پتہ ہمیں بتایا۔ باقی کیا رہ گیا۔ کوئی اور اللہ تو نہیں ہے جس کے متعلق آپ (ﷺ) نے نہ بتایا ہو۔



## حاکم کائنات کے بندے

### حاکم کائنات کا راستہ

فرمان الہی ہے۔ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (۵/۳)

اے حبیب (ﷺ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا

دین کس کا :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دین اسلام میرے محبوب جو کہ حاکم کائنات ہے اس کا دین ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔ (۱) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي (۱۰/۱۰۳) فرمائیے اے لوگو۔ اگر میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو۔

(۲) قُلِ اللَّهُ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي (۳۹/۱۴) فرمائیے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس لئے اپنے دین کو۔

(۳) لَكُمْ دِينُكُمْ وَ لِىَ دِينِ (۱۰۹/۶) تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین

بندے کس کے :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ (۳۹/۵۳) تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(۱) تشریح کی ضرورت :- قرآن میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے سولہ جگہوں پر ارشاد فرمایا۔ میرے بندے اور اس آیت میں ارشاد فرمایا۔ اے حبیب آپ کہیں اے میرے وہ بندو۔ اب عربی گرامر کا قاعدہ یہ ہے کہ ”قل“ کے بعد جو بات کہی جائے وہ کہنے والے سے منسوب اور منسلک ہوتی ہے۔ دوسری آیت کی مثل یہ ہے قُلْ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (۳۳/۳۳) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اتباع کرو۔ چنانچہ ما تبعونی کا مطلب ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرو اسی طرح کی مزید مثالیں بھی دی جاسکتی ہیں۔ سورۃ نور ۳۳/۳۳ میں (من عبادکم) نکاح کرنے کے ضمن میں آیت ہے۔



(۲) بندہ رسول :- جو کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہیں وہ رسول کے بندے ہیں اور جو اتباع نہیں کرتے وہ رسول کے بندے نہیں۔ قرآن میں سورۃ مجادلہ میں دو جگہ پر لفظ حزب الشیطان ۵۸/۱۹ آیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ شیطان کے گروہ اور شیطان کے گروہ میں منافقین ہیں جیسا کہ اس آیہ کے حوالے سے ہے۔ چنانچہ بندے تو اللہ کے ہیں مگر پھر اپنے اعمال کی وجہ سے یہ رسول کے ہو گئے یا شیطان کے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرماں بردار بندوں کو رسول ﷺ کے بندے قرار دیا۔

رستہ کس کا :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ (۱۲/۱۰۹ یوسف) فرمائیے یہ میرا رستہ ہے اور میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ ایک نقطہ کے گرد تین سو ساٹھ زاویے نکلتے ہیں جس میں صرف ایک سیدھا رستہ ہے باقی سب غلط ہیں۔ صرف ایک سیدھا رستہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے جس پر ابو بکرؓ چلے، عمرؓ چلے، غنیؓ چلے، حیدرؓ چلے، حسنؓ چلے، حضرات ائمینؓ چلے، داتا گنج بخشؒ چلے، غوث اعظمؒ چلے۔

اللہ تک کون لے جاتا ہے :- اللہ تک صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ لے جاتے ہیں آپ کے بغیر اللہ نہیں ملے گا۔ باقی سب گمراہی کے راستے ہیں۔



## پیمانہ محبت

پیمانہ محبت :- قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○ (۹/۲۴)

ترجمہ۔ تم فرماؤ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارے کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔ کیا یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

ایمان کی حد کیا ہے :- فرمان نبوی ہے لا یومر من احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدیہ وولدیہ والناس اجمعین تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔ جب تک میں تم کو تمہاری ہر چیز والدین اولاد اور ہر پیاری چیز سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر میں منافقین مدینہ اپنا ایمان گنوا بیٹھے کیونکہ انہوں نے محبت کرنے کی بجائے آپ کی ذات، صفات، کمالات، جملات، معجزات میں نکتہ چینی شروع کر دی تھی اور یہاں تو چونکہ معاملہ محبوب کا ہے جو کہ حاکم کائنات بھی ہے اس لئے محبت، ادب اور ایمان کی تکون کے اندر ہونا لازمی ہے۔ جو نہ ہو گا وہ باغی تصور کیا جائے گا اور باغی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پیمانہ محبت کے اوزان :- اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت ۲۴ میں انسان کی تمام مجبوریاں گنوا دیں مثلاً

(۱) تمام رشتے جو انسان کو پیارے ہوتے ہیں ماں باپ بیٹے بھائی بیوی اور قبیلے۔



(۲) تمام مادی ضرورتیں جو زندگی میں ضروری ہوتی ہیں۔ مال و دولت، تجارت اور خوبصورت مکانات جنہیں بڑی محنت سے بنانا ہے۔ نئے نئے ڈیزائن کے ساتھ۔

(۳) ان تمام کو مشروط کر دیا محبوب کی محبت کے ساتھ۔ یعنی کہ حاکم کائنات زیادہ محبوب ہونا چاہئے ان تمام دنیاوی چیزوں سے۔

(۴) آگے اپنا فیصلہ بھی سنا دیا کہ آیا یہ میرے محبوب سے زیادہ تمہیں محبوب ہیں تو پھر (۵) پھر میرے عذاب کا انتظار کرو۔

(۶) آخری بات یہ کر دی کہ میں فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا گویا کہ جو میرے محبوب سے زیادہ ان رشتوں اور چیزوں سے محبت کرے گا وہ ایمان کی دولت سے محروم ہو جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

## یا نبی - یا رسول

D۱ یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر ۵/۳۱

D۲ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۵/۶۷

D۳ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ۸/۶۳

D۴ یا ایہا النبی حرّض المؤمنین علی القتال ۸/۶۵

D۵ یا ایہا النبی قل لمن فی یدیکم ۸/۷۰

D۶ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنفقین ۹/۷۳

D۷ یا ایہا النبی اتق اللہ ۳۳/۱

D۸ یا ایہا النبی قل لازواجک ۳۳/۲۸

D۹ یا ایہا النبی انا ارسلنک شہدا ۳۳/۳۵

D۱۰ یا ایہا النبی انا اخللناک ۳۳/۵۰

D۱۱ یا ایہا النبی قل لازواجک ۳۳/۵۹

D۱۲ یا ایہا النبی ۶۶/۱

یا سے خطاب :- (۱)۔ اوپر والی آیات سے ظاہر ہوا کہ ”یا“ سے پکارنا اللہ تعالیٰ کی



سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یا رسول اللہ دو دفعہ کہا اور یا نبی تیرہ دفعہ کہا۔  
(ب)۔ یا محمد سے بلائے والی احادیث کی تعداد ۱۱۳ ہے جو کہ تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں میں  
ملتی ہیں۔ جن احادیث کے درمیان یا آخر میں لفظ ”یا محمد“ آتا ہے ان کی تعداد بے شمار  
ہے۔

(ت)۔ ”یا“ کے طریقہ پر پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ سنت الہی ہے۔  
(ث)۔ حشر کے میدان میں دوزخی اسی ”یا“ کے لفظ سے جنتی لوگوں کو مدد کے لئے  
پکاریں گے۔



## رسول اللہ (ﷺ) کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

ہمارے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولاکی لما اظہرہ الربوبیہ (اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی صفات 'رؤف' رحیم اور رحمت سے متصف فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ جب بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ تو اپنی خواہش سے بولتے نہیں (وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی) آپ ﷺ کے لب مبارک اللہ تعالیٰ کے لب ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

۱۔ جنگ بدر :- فرمان الہی۔ وما رمیت اذ رمیت ولكن اللہ رمی (الانفال) ترجمہ۔ اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی۔ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ بدر کے روز لڑائی کے دوران آپ ﷺ نے زمین سے ایک مٹی بھر ریت لی اور کفار مکہ کی طرف پھینکی جس نے ایک شدید آندھی کی صورت اختیار کر لی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ آندھی کفار کے خیموں کے لئے بربادی کا باعث ہوئی اور ہر کافر چاہے وہ میدان جنگ کی طرف پیٹھ کر کے ہی کھڑا تھا اس کی آنکھوں میں بھی ریت پڑی۔۔۔۔۔ یہ ہے سزا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی مخالفت کرنے کی۔

۲۔ بیعت رضوان :- حدیبیہ کے مقام پر جب کفار مکہ نے آقا ﷺ کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تو پھر درخت کے نیچے بیعت ہوئی۔ وجہ یہ تھی آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا کہ انہیں بتادیں کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔ قریش نے کہا کہ اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان کو طواف کعبہ کی پیش کش کی انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں حضور ﷺ کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ ادھر مسلمانوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ خوش نصیب ہیں انہیں طواف کرنے کا موقع مل گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں۔ عثمان ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے۔ پھر جب قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے۔ اس پر مسلمانوں کو



بہت جوش آیا اور رسول کریم ﷺ نے صحابہ سے کفار کے مقتل جملہ میں ثابت رہنے پر بیعت لی۔ حضور نے اپنا بایاں دست مبارک واہنے دست اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان غنم کی بیعت ہے اور فرمایا یا رب عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں۔ (معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ عثمان شہید نہیں ہوئے جیسی تو ان کی بیعت لی)۔ ابھی بیعت ہو رہی تھی کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ آیہ نازل ہوئی ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیہم (وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے)۔ گویا کہ آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن گیا۔

نکتہ :- یہ ساری صورت حال (Situation) اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کی کہ بیعت ہو اور اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہے۔ معترض اپنی خباثت کی وجہ سے اس واقعے کو آپ ﷺ کے خلاف علم کی نفی کے لئے پیش کرتا ہے۔ اگر برائے بحث یہ بات دیکھیں تو کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو بھی علم نہ تھا کیونکہ وہ بھی اپنا ہاتھ بیعت کے لئے رکھ رہا ہے۔ سمجھ نہیں آئے گی تمہیں بصیرت کے بغیر اور بصیرت تو صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔



## پیغمبر ﷺ جو کسے وہی شریعت ہے

کیوں؟: پیغمبر جو کسے وہی شرع ہے۔ کیوں؟: اس لئے کہ آپ ﷺ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ ﷺ تو وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ)

۱۔ آپ ﷺ نے جو فرمایا وہی قرآن بن گیا۔ وہی حدیث بن گیا۔ (إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا کہ نبی جو دے دے لے لو۔ جس سے منع کرے باز رہو۔ (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا)

۳۔ قرآن اللہ تعالیٰ اور آقا ﷺ کے درمیان بات چیت ہے۔ سورۃ بقرہ کی آخری ۲ آیات امن الرسول سے لے کر کفرین تک۔

۴۔ شب معراج جو گفتگو محب اور حبیب کے درمیان ہوئی۔ اس کا جبریل علیہ السلام کو بھی پتہ نہ تھا کیونکہ وہ تیسرے نہ تھے۔ جیسے یہی دو آیات سورۃ بقرہ کی۔

۵۔ قرآن میں کونسی سورۃ میں (ثنا) سبحنک اللہم وبحمدک.... ہے؟

۶۔ قرآن میں کونسی سورۃ میں التحيات ہے؟

۷۔ قرآن میں کونسی سورۃ میں درود ابراہیمی ہے؟

۸۔ نماز جو کہ افضل ترین عبادت ہے۔ اس میں ثنا، التحيات اور درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے۔ پھر یہ مناقب لوگ کیوں پڑھتے ہیں؟ کیونکہ قرآن میں تو نہیں ہے۔ کیا کوئی مناقب اس کا جواب دے سکتا ہے؟

۹۔ شریعت میں نماز ایک واحد عبادت ہے جس کی کوئی معافی نہیں۔ اس لئے اس کی فضیلت ظاہر ہے۔ روز قیامت سب سے پہلے حساب کتاب میں پہلی پوچھ گچھ نماز کے متعلق ہو گی۔ بے نمازی نے دوزخ میں جا کر یہ وجہ بتانی ہے (لَمْ نُكْرِمَكَ الْمُصَلِّينَ)

۱۰۔ نماز میں ثنا التحيات، درود ابراہیمی اس لئے پڑھتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے جو فرمایا وہی شریعت ہے۔



۱۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ جو کہیں وہی قرآن ہے۔ وہی حدیث ہے۔ وہی نماز ہے  
وہی شریعت ہے۔



صفات	محب جل جلاله (رب العالمين)	محبوب ﷺ (رحمته للعالمين)
۱- منظم	الرحمن O علم القرآن ۵۵/۱۵۲۰	يعلمهم الكتاب والحكمة ۲/۱۲
۲- تزكية	ولكن اللعيزكى من شاء ۳۳/۲۴	وينزكيهم ۲/۱۲
۳- نور	النور السموت ۲۳/۳	قد جاءكم من النور ۵/۱۵
۴- راضى ہوتا	واللور سولماحق ان ير ضوه ۹/۶۲	واللور سولماحق ان ير ضوه ۹/۶۲ (محبوب راضى تو پر محب راضى)
۵- كريم	يا ايها الناس ما غر كبير يكال كريم ۸۲/۶	انطقوا لرسول كريم ۶۹/۳۸
۶- رؤف	اللعبالناس سر روفالرحيم ۲	بالمومنين روفالرحيم ۹/۱۲۸
۷- رحيم	اللعبالناس روفالرحيم ۲	بالمومنين روفالرحيم ۹/۱۲۸
۸- ہادي	يهدى من يشالى صراط المستقيم ۲/۲۱۳ وانكلتهى الى صراط مستقيم ۳۲/۵۹	
۹- ہولى	اللولى الذين امنوا ۲/۲۵	انما وليكم اللور سول ۵/۵۶
۱۰- عزت	فان العز قلہ جميعا ۳/۱۳	ولله العز قولر سول ۶۳/۸
۱۱- اندجروں سے نکانا ليخرجہم من الظلمت الى النور ۲۳/۲۱	لتخرج الناس من الظلمت الى النور ۱۳/۱	
۱۲- انعام کرنا	انعم الله عليهم وانعمت عليهم ۳۳/۲	جس پر اللہ نے انعام کیا تو نے انعام لیا ۳۳/۳
۱۳- اطاعت	اطيعوا اللواطيعوا الرسول	من يطع الرسول فقد اطاع الله
۱۴- طمان کرنا	ما احل اللعلکم ۵/۸	يحل لهم الطيبات ۷/۱۵
۱۵- حرام کرنا	ما حرم اللور سول ۹/۲۵	ويحرم عليهم الخبثات ۷/۱۵
۱۶- امر معروف	ان الليامر بالعدل ۱۶/۶۰	يامرهم بالمعروف ۷/۱۵۶
۱۷- نہی عن المنکر	وينهى عن الفحشاء والمنکر ۱۶/۶۰	وينهى عن المنکر ۷/۱۵۶
۱۸- واعظ	يعظکم لعلکم تذكرون ۱۶/۶۰	قل انما اعظکم بواحد ۳۳/۳
۱۹- غنى کرنا	وما نقيموا الا ان اغنهم اللور سول من فضله ۹/۷۳	
{ ۲۰- عطا کرنا }		ولو انهم رضوا ما اتهم اللور سول وقالوا حسينا اللسيو تينا اللمن فضلور سول ۹/۵۵
{ ۲۱- فضل کرنا }		يعلمهم الكتاب والحكمة ۲/۱۲
۲۲- حکيم	ان اللعزیز حکيم ۳/۲۲	



## سورة بقرہ کی آخری آیات

أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنِينَ كُلٌّ آمِنٌ بِاللَّهِ وَمَلَكِهِ وَكِتَابِهِ  
وَرُسُلِهِ لَدُنْفَرَقٍ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ

قال (اللہ نے کہا) = فَمَا قَالُوا يَهُودِيُونَ أَوْ نَصْرَانِيُونَ نَبِيُّكُمْ قَالَ

قُلْتُ (میں نے کہا) = قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَالْمُؤْمِنُونَ قَالُوا سَمِعْنَا  
وَاطَعْنَا

فَقَالَ (اللہ نے کہا) = صَدَقْتُمْ وَسَلِّ نِعْمَةً

قُلْتُ (میں نے کہا) = رَبَّنَا لَا تَوَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

قال (اللہ نے کہا) = قَدْ رَفَعْتُ عَنْكَ وَعَنْ أُمَّتِكَ الْخِطَاةَ النَّسِيَانَ وَمَا  
اسْتَكْرَهُوا عَلَيْهِ

قُلْتُ (میں نے کہا) = رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ  
قَبْلِنَا (یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح)

قال (اللہ نے کہا) = لَكَ ذَلِكَ أُمَّتِكَ (اے محبوب میں نے آپ کی امت کے لئے  
یہ بات مان لی)

قُلْتُ (میں نے کہا) = رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ

قال (اللہ نے کہا) = قَدْ فَعَلْتُ

قُلْتُ (میں نے کہا) = وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا إِنَّتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى  
الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

قال (اللہ نے کہا) = فَعَلْتُ (تفسیر کبیر اور تفسیر روح البیان کا مطالعہ کرو)

محمد مصطفیٰ کے بغیر اللہ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اللہ تعالیٰ سے بغیر

واسطہ بات چیت کی۔ جبریل علیہ السلام کو بھی اگلی صبح پتہ چلا ہو گا۔ محب اور حبیب

کے درمیان جو بات چیت ہوئی وہ محب نے صرف محبوب کے الفاظ بنا دیئے۔ پھر

حدیث بنا دی۔ پھر نماز بنا دی۔ عقل کیا کہتی ہے۔ اللہ تو صرف محمد مصطفیٰ سے ہی ملتا۔

ہے۔ محمد مصطفیٰ کے بغیر اللہ نہیں ملتا۔



## اللہ اور رسول --- ساتھ ساتھ ذکر

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ (فرمان الہی)

۱۔ اطاعت :- اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (۲۲ دفعہ) ۳۳-۳۲/۳  
۸۰-۶۹-۵۹-۳/۱۳ '۵/۹۲ '۳۶-۲۰-۸/۱ '۹/۷۱ '۵۶-۵۳-۵۲/۵۲ '۲۳-۲۱-۷۱/۳۳  
۳۳ '۳۳/۳۳ '۳۸/۱۷ '۲۹/۱۳ '۵۸/۱۳ '۶۳/۱۳

۲۔ ایمان :- امتوا باللہ ورسولہ (۲۰ دفعہ) ۱۷۰/۳ '۱۷۱-۱۵۶-۱۳۶/۱۳۶ '۵/۸۱ '۱۵۸/۷  
۷۲-۶۳/۳۳ '۲۳/۹ '۳۸/۱۳ '۲۸/۹ '۲۹/۹-۵ '۲۸-۲۱-۱۹-۸-۷-۵۷/۷ '۵۸/۳ '۶۳/۸  
۶۱/۱۱

۳۔ کفر :- کفروا باللہ ورسولہ (۵ دفعہ) ۱۰۱/۳ '۱۵/۳ '۸۲-۸۰-۵۲/۹

۴۔ مخالفت :- یحادوا اللہ ورسولہ (۶ دفعہ) ۶۳/۹ '۸/۱۳ '۵۹/۳ '۲۲-۲۰-۵/۵  
۵۸

۵۔ ایذا دینا :- یؤذون اللہ ورسولہ (۲ دفعہ) ۶۱/۹ '۵۷/۳۳

۶۔ نافرمانی :- یعص اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۱۳/۳ '۳۶/۳۳ '۷۲/۷۲

۷۔ جنگ :- حارب اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۷۹/۲ '۳۳/۵ '۱۰۷/۹

۸۔ دغا کرنا :- لا تخولوا اللہ ورسولہ ۷۷/۸

۹۔ جھوٹ بولنا :- کذبوا اللہ ورسولہ ۹۰/۹

۱۰۔ حرام کیا :- حرم اللہ ورسولہ ۲۹/۹

۱۱۔ استہزا کرنا :- ابالله وایتہ ورسولہ کنتم تستہزون ۶۵/۹

۱۲۔ استغفار :- فاستغفروا للہ واستغفرلہم الرسول ۶۳/۳

۱۳۔ طرف :- مهاجرا الی اللہ ورسولہ ۱۰۰/۳



- ۱۴- محبت :- احب اليكم من الله ورسوله ۹/۲۳
- ۱۵- عطا :- ما اتهم الله ورسوله
- ۱۶- فضل :- سيوتينا الله من فضله ورسوله ۹/۵۹
- ۱۷- راضى :- والله ورسوله احق ان يرضوه ۹/۶۲
- ۱۸- غنى :- اغنهم الله ورسوله من فضله ۹/۷۳
- ۱۹- ريحنا :- فسيري الله عملكم ورسوله ۹/۶۳، ۹/۱۰۵
- ۲۰- عزت :- والله العزه ورسوله ۸/۶۳
- ۲۱- دوستى :- انما وليكم الله ورسوله ۵۶-۵۵/۵
- ۲۲- وعده :- وعظما الله ورسوله ۲۲-۱۲/۳۳
- ۲۳- سچ :- صدق الله ورسوله ۶۲/۳۳، ۲۷/۲۸
- ۲۴- فرماں بردار :- لله ورسوله ۳۱/۳۳
- ۲۵- حكم :- قضى الله ورسوله ۳۶/۳۳
- ۲۶- تقدم :- يدى الله ورسوله ۱/۳۹
- ۲۷- غنيمت :- لله وللرسول ۳۱-۸/۱، ۷/۵۹
- ۲۸- مدد :- ينصرون الله ورسوله ۸/۵۹
- ۲۹- رسول الله :- رسول من عند الله ۱۰۱/۲، ۱/۶۳، ۲/۹۸
- ۳۰- بلايا جانا :- استجابوا لله والرسول ۷۲/۳، ۲۳/۸، ۲۳/۲۳، ۵۱/۲۳
- ۳۱- براءت :- براءه من الله ورسوله ۱/۹
- ۳۲- عهد :- عند الله وعند رسوله ۷/۹



- ۳۳- اذان :- اذان من اللہ ورسولہ ۹/۳
- ۳۴- خیر خواہ :- نصحو للہ ورسولہ ۹/۹
- ۳۵- محرم راز :- من دون اللہ ورسولہ ۹/۲۱
- ۳۶- ڈرنا :- ان یحیف اللہ علیہم ورسولہ ۲۳/۵۰
- ۳۷- رجوع :- فردوہ الی اللہ والرسول ۴/۵۹
- ۳۸- نازل :- انزل اللہ والی الرسول ۴/۶۱، ۵/۱۰۴
- ۳۹- بعثت :- بعث اللہ ورسولا ۲۵/۲۱



## رسول اللہ ﷺ کے ملنے سے اللہ ملتا ہے

بصیرت ملتی ہے :- اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب اور ہمارے آقا ﷺ سے کہتا ہے۔  
 قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي تَمَّ ذِكْرِي وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ  
 ہے (محمد کی) میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں اللہ بصیرت  
 ہیں۔ وسبحان الله وما اتانا من المشركين ○ (۱۰۸/۱۲ یوسف) اور اللہ کو پاکی ہے  
 اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

تشریح :- اس آیت کریمہ پر غور کریں تو چار باتیں ظاہر ہیں۔

(۱) کہلوانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) یہ کہلویا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک چلو پھر تمہیں اللہ سے ملا دیں گے۔

(۳) بصیرت (دل کی آنکھیں) صرف اور صرف عشق مصطفیٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہی

اتباع رسول کے معنی ہیں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ ہی اللہ سے ملاتا ہے اور یہ کوئی شرک والی بات نہیں۔

نکتہ کے گرد :- ایک نکتے کے گرد چاروں طرف سینکڑوں راستے نکلتے ہیں ان سینکڑوں  
 راستوں میں صرف ایک سیدھا راستہ ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک کا راستہ ہے۔  
 باقی سب راستے گمراہی کے ہیں اس سیدھے راستے کے متعلق بندہ ہر نماز میں جب سورۃ  
 فاتحہ پڑھتا ہے تو بار بار ہاتھ باندھ کر یہی کتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ چونکہ  
 اسی راستے پر صدیقین چلے۔ صالحین چلے۔ شہداء چلے یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ  
 نے انعامات سے نوازا چنانچہ پھر آگے کتا ہے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ان  
 لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعامات کئے۔ اور وہاں ان صدیقین صالحین اور شہداء پر  
 انعامات الہی کی بارش اس لئے ہوئی کیونکہ ان اصحاب نے اللہ کے محبوب سے عشق  
 کیا۔ ظاہر ہے پھر انعامات تو ملنے ہی تھے۔

سبحانک اللہ (ثنا) قرآن میں کہاں ہے؟ :- تمام عبادتوں سے افضل ترین عبادت  
 نماز ہے۔ شہیدوں نے بھی تمنا کی کہ ان کا شمار نماز گزاروں میں ہو۔ نماز کی کہیں بھی



معافی نہیں چاہے سفر میں ہو یا بیمار ہو یا حالت جنگ میں ہو۔ پھر قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا پوچھا جائے گا۔ پھر بے نمازی کو سزا کے طور پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور جہنمیوں کے پوچھنے پر کہے گا (لم نک من المصلین۔ مٹ) ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ ایک دیدہ و انتہ نماز چھوڑنے کی سزا آئی ہزار سال جہنم کی آگ میں سرنا ہے۔ سرکارِ عالم نے فرمایا جس نے دیدہ و انتہ نماز چھوڑی وہ میری ملت سے خارج ہو گیا (فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ)

التَّحِيَّات اور درودِ ابراہیمی قرآن کے کس پارے میں ہے؟ :- نماز میں سب سے پہلے اللہ اکبر کے بعد (ثا) سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھتے ہیں پھر جلسہ میں التحیات پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھتے ہیں قرآن کی ۲۲۲۱ آیتوں میں یہ آیات تو نہیں ہیں۔ پھر بھی ہم پڑھتے ہیں اور درودِ ابراہیمی کے متعلق تو بعض مولوی کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور درود نہ پڑھو وغیرہ وغیرہ۔



## پھر کیوں پڑھتے ہو؟ جواب دو

سوال یہ ہے کہ ثناء التمجید درود ابراہیمی تو قرآن کی کسی سورۃ میں نہیں تو پھر کس اتھاریٹی یا کس بنا پر پڑھتے ہو۔ اس کا جواب کیا ہے؟

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک سے یہ الفاظ نکلے :- قرآن میں نہیں تو کیا ہوا۔ جب اس کائنات کے حاکم رحمتہ للعالمین رؤف الرحیم کے لب مبارک سے یہ کلمات نکلے تو نماز بن گئے۔ قرآن بن گئے۔ حدیث بن گئے۔ آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے آپ ﷺ کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں ہیں۔ آپ ﷺ کے کان اللہ کے کان ہیں۔ آپ ﷺ کے پاؤں اللہ کے پاؤں ہیں اور آپ ﷺ کے لب مبارک اللہ کے لب مبارک ہیں۔ اس لئے جو الفاظ نکلے وہ شریعت ہے۔ وہ نماز ہے۔ وہ حدیث ہے۔ وہ قرآن ہے۔

اور رسول کی بات چیت قرآن ہے :- قرآن حکیم کی آیات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اللہ اپنے محبوب ﷺ سے محو گفتگو ہے۔ کبھی کہتا ہے دیکھ (انظر) کبھی کہتا ہے (قل) یہ کہہ دو کبھی کہتا ہے (الم تر) کیا تو نے یہ دیکھا۔ کبھی کہتا ہے (وربک) تیرے رب کی قسم کبھی کہتا ہے۔ تو میری قسم کھالے (قل لی وربی)۔ پھر محبوب کبھی کہتا ہے یا رب۔ غرضیکہ اس کو سمجھنے کے لئے بصیرت چاہئے جو صرف اور صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔

جبریل کہاں تھا؟ :- شب معراج جبریل علیہ السلام نے تو یہ کہا تھا کہ اگر میں اس مقام سے آگے ایک پور بھی جاؤں تو نور سے جل جاؤں گا۔ اور پھر محب کے لئے اگلا راستہ نامعلوم نہ تھا کیونکہ آپ ہی منزل آپ ہی مسافر۔ یہیں کہیں کا باشندہ تھا۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں۔ (فَنَجَّى خَبْرَ الْمِعْرَاجِ قُرْبَنِيَّ اللَّهُ وَأَذْنَانِي إِلَى سُنْدِسِ الْعَرْشِ ثُمَّ الْهَمِّيَ اللَّهُ أَنْ قُلْتُ)۔ معراج کی رات میرے اللہ نے مجھے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ میں عرش کے پائے تک پہنچا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا کہ میں کہوں۔



## مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْ بِإِذْنِ اللَّهِ - غَيْرِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ کے معنی :- اس کے معنی "اللہ کے سوا" یہ لفظ قرآن پاک میں ۱۳۴ دفعہ آیا ہے۔ تمام کی تمام آیات ان بتوں کے متعلق ہیں جن کو کفار مکہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے کیونکہ وہ انہیں (اللہ) معبود سمجھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں ان بتوں کو شریک کر کے شرک کے مرتکب ہوتے تھے۔ چند ایک آیات کی مثالیں درج ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ بت بولیں گے۔ :- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ؕ أَنْتُمْ أَصْلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يُنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ (۲۵/۱۷۷ الفرقان)

ترجمہ۔ اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ پھر ان معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کر دیئے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے۔ بت عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزا وار تہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں۔ اس آیت میں بتوں سے خطاب ہوا اور وہ "مِنْ دُونِ اللَّهِ" ہوئے۔

۲۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَتْرَكُوْا وَاَلَمْ يَعْلَمِ اللّٰهُ وَاَجَاهِدُوْا مِنْكُمْ وَاَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَاَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اَوْلِيَاءُ مِمَّا كَفَرُوْا وَلَيَسِّرُ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ سُبُوْحًا ۝ (۲۵/۱۷۷ الفرقان)

ترجمہ۔ کیا اس گمان میں ہوں کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے۔ اور اللہ اور رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ (مِنْ دُونِ اللَّهِ) اللہ۔ رسول اور مومنین کے

علاوہ ہیں۔

۳۔ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِمَّا لَا يَنْصِبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءُ وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ (۴۶/۵ الاحقاف)

ترجمہ۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک



اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر نہ ہو اور جب لوگوں کا حشر ہو گا ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ ”من دون اللہ“ سے مراد وہ بت ہیں جو قیامت کو مکر جائیں گے۔

خلاصہ :- جتنی بھی آیات جن میں لفظ ”من دون اللہ“ آیا ہے ان کی تعداد ۱۴۴ ہے تمام کی تمام آیات میں ”اللہ کے سوا“ سے مراد بت ہیں۔ اوپر تین مثالیں دی گئی ہیں جن میں صاف ظاہر ہے کہ ”من دون اللہ“ قیامت کے دن بولیں گے۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی عطا کر دے گا اور پھر وہ بتائیں گے کہ انہوں نے انسانوں کو گمراہ نہیں کیا تھا اور وہ ان کی پوجا کے منکر ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے تو انسانوں کو پوجنے کو نہ کہا تھا۔

غلط فہمی دور ہونی چاہئے :- جاہل اور ان پڑھ لوگ ”من دون اللہ“ یعنی اللہ کے سوا کے معنوں میں انبیاء اولیاء لے آتے ہیں۔ یہ جہالت، کم علمی اور بصیرت کی کمی ہے رسول اور مومنین کے متعلق سورۃ توبہ کی آیت ۱۶ (جو اوپر بیان ہوئی ہے) میں یہ صاف طور پر بیان ہے کہ ان کے علاوہ ”من دون اللہ“ ہیں۔ اور ظاہر ہے وہ بت ہیں اگر پھر بھی کوئی جاہل ضد کرے تو سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے کیونکہ وہ اللہ کے قرآن کی آیتوں میں ٹیڑھا چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے باغی کی سزا قتل ہے۔

غیر اللہ کے معنی :- اللہ کے سوا کسی اور کو اللہ مان کر اس کی پوجا کی جائے یہ لفظ قرآن میں ۱۷ دفعہ آیا ہے اور ہر جگہ اس سے مراد جھوٹے الہ ہیں۔

(۱) قرآن کہتا ہے۔ اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ○ (نساء ۴/۸۲) ترجمہ۔ تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی مثل دے کر سمجھایا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ اگر کسی اور الہ (جھوٹے) کا ہوتا تو ضرور اختلاف پاتے۔

(۲) قرآن کہتا ہے۔ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ (الانعام ۶/۳۶) اللہ کے علاوہ کون اور اللہ ہے؟

(۳) قرآن کہتا ہے۔ قُلْ اَغْبِرِ اللَّهُ اَبْغِيكُمْ اِلٰهًا (۷/۱۳۰) کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا



اور اللہ تلاش کروں۔

(۳) قرآن کتا ہے۔ وَمَا أَهْلُ بِمِ لَغَيْرِ اللَّهِ (البقرہ) اور وہ جانور جو اللہ کے نام کے علاوہ ذبح کیا گیا ہو۔

تشریح :- جانور پر جب اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لیا جائے جیسا کہ کفار مکہ اپنے بتوں کے نام لے کر ان کو ذبح کرتے تھے وہ حرام ہے۔ لیکن مسلمان تو اللہ ہی کا نام لیتے ہیں۔ جانور پر چھری پھیرتے وقت بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہتے ہیں (کوئی بھی مسلمان کسی جھوٹے الہ (بت) وغیرہ کا نام نہیں لیتا باقی جانور کی عید الاضحیٰ پر قربانی کی جاتی ہے۔ عقیقہ اور ولیمہ اور صدقہ وغیرہ کے لئے بھی قربان کیا جاتا ہے تو سب پر اللہ ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ اس آیت کی مفہوم کے مخاطب کفار مکہ ہیں نہ کہ آج کے مسلمان جیسا کہ جاہل اجڈ سمجھتا ہے۔

بِإِذْنِ اللَّهِ :- اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اذن کے معنی حکم کے ہیں اور یہ لفظ قرآن میں ۸۲ دفعہ مختلف سورتوں میں آیا ہے ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کی عطا کے بغیر کوئی ایک ذرہ کا ایک قطرہ کا مالک نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے۔ بعض بندوں کو انبیاء اور اولیاء کرام کو "اپنے حکم" سے معجزات و کرامات عطا کیں ہیں۔ چونکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت چلتی ہے۔ اس لئے جن انبیاء و اولیاء نے جو معجزات و کرامات کیں وہ اللہ ہی کے حکم سے تھیں۔

بِإِذْنِ اللَّهِ کے بعد شرک ختم ہو جاتا ہے :- یہ بات سمجھنا بہت آسان ہے۔ جب حکم الہی سے جو بھی کام ہو تو وہ پھر شرک کے دائرے میں نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم میں بہت مثالیں ہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار کر "اِذْنِ اللَّهِ کے حکم سے" کہتے تو اس میں جان پڑتی اور پرندہ اڑ جاتا یہ سورہ ال عمران کی آیت ۳/۴۹ میں ہے۔ تمام مولوی حضرات جانتے ہیں۔ یہ "خالقیت" کی عطا الہی ہے۔

(۲) بقرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے کہتے ہیں اِحْيَى الْمَوْتَى بِاِذْنِ اللَّهِ



یہ یحییت کی عطا ہے۔  
 (۳) انبیاء اور اولیاء کرام کے معجزات و کرامات ”اللہ تعالیٰ کے حکم“ سے ہوتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہی ہے۔ اس لئے یہ شرک کے ذمے میں نہیں آتے۔ ہاں اگر کوئی الوہیت کا دعویٰ کرے اور پھر کہے کہ یہ سب میرے حکم سے ہوتا ہے تو وہ مشرک ہے اور شرک کا ارتکاب کر رہا ہے، انبیاء، اولیاء کرام نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔



## توبہ کا دروازہ

توبہ کی ضرورت :- انسان شر اور خیر کا مجموعہ ہے اس سے نیک کام بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ نیک کاموں کا اجر ملتا ہے لیکن برے کاموں کی سزا ملتی ہے۔ اور ایسی سزا جو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے طور پر رکھی ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے توبہ کے متعلق اپنے فیصلوں سے واضح طور پر قرآن میں بتا دیا ہے کہ کیسے توبہ کریں اس کا مفہوم کیا ہے وغیرہ وغیرہ یہ لفظ قرآن حکیم میں ستاسی (۸۷) دفعہ آیا ہے۔ چند آیات اور اس کا مفہوم درج ذیل ہے۔ بنیادی طور پر توبہ کے نکات یہ ہیں کہ انسان گناہوں سے نام ہو کر پہلی بات یہ ہے کہ توبہ کرے۔ پھر آئندہ ایسا گناہ نہ کرے اور واقعتاً اسے معلوم ہو گا کہ وہ اس گناہ کو جس کے لئے توبہ کی تھی نہیں کر رہا۔

توبہ کا طریقہ۔ مصطفیٰ ﷺ کا واسطہ دو :- اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہوا ہے ہر کام کا۔ گویا کہ ایک طریقہ وضع کر دیا ہے چنانچہ توبہ کا بھی ایک طریقہ ہے اور وہ سمجھنا اس لئے آسان ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے دعا کی تھی رب انی اسئلك بحق محمد تغفر لی اے میرے رب میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ دوسری اہم بات وہ حکم ہے جو ہم اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں کو ملا ہے **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا** اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تیرے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت کرے۔ تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اس میں سمجھنے کا نقطہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ دے کر معافی مانگیں تو وہ ضرور (لوجدوا اللہ کما) پائیں توبہ قبول کرنے والا۔ اس نوعیت کی صرف یہ ایک ہی آیت ہے۔ بہت آسان فہم ہے۔

توبہ کیوں؟ :- قرآن کتا ہے **أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غُفُورٌ رَحِيمٌ** ○ (۶/۵۳) کہ تم میں سے جو کوئی جہالت میں کچھ برائی



کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور سنور جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

موت کے وقت توبہ قبول نہیں :- **وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ  
السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ اللَّهَ وَلَا الَّذِينَ  
يَمُوتُونَ وَهُمْ كَفَارٌ لِّوَالِدِكَ اعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا** ترجمہ۔ اور وہ توبہ ان کی نہیں  
جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو  
کے اب میں نے توبہ کی۔ اور نہ ان کی جو کافر مرے۔ ان کے لئے ہم نے دردناک  
عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (۴/۱۸)

گستاخان رسول کو مشورہ :- ایک مخلص مومن سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق  
تبلیغ بھی کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ شاید کوئی اپنا ایمان بچالے اور دوزخ سے بچ  
جائے چنانچہ وہ لوگ جنہوں نے دیدہ دانستہ یا نادیدہ دانستہ حبیب اللہ ﷺ کی شان میں  
گستاخانہ کلمات نکالے تحریری یا تقریری۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کیا اور  
اپنی رائے سے مرضی کے موافق مطلب نکالا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا  
محض اپنی جہالت اور کم علمی کی وجہ سے۔ جنہوں نے رحمتہ للعالمین رؤف الرحیم ﷺ  
کی نورانیت کا انکار کیا آپ کے کلمات یعنی معراج کو جھٹلایا۔ آپ کے صفات یعنی آپ  
ﷺ کے علم مبارک میں نکتہ چینی کی آپ ﷺ کے اختیارات کا انکار کیا۔ آپ ﷺ  
کے معجزات کا تمسخر اڑایا۔ اس وطیرہ سے انہوں نے دنیا اور آخرت برباد کر لی۔ ان کو  
مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ بہت قبل از موت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے حبیب ﷺ کا  
واسطہ دے کر ان تمام باتوں سے توبہ کریں وہ غفور رحیم ہے۔ جب اسے اس کے  
حبیب ﷺ کا واسطہ دیں تو ضرور توبہ قبول کر لے گا۔ ورنہ موت کے وقت جب پتہ ہو  
کہ اب ٹائم پورا ہو رہا ہے توبہ قبول نہیں کرتا اور یہی وجہ تھی کہ فرعون کی توبہ قبول  
نہ ہوئی۔ فرعون کی سنت پر عمل نہ کریں۔



# صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کا منصب آپ کا رتبہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرش ہے مندر عرش ہے تکیہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 صحرا صحرا، گلشن گلشن، تریہ قریہ، بستی بستی  
 ان کے کرم کی ہر سو برکھا صلی اللہ علیہ وسلم  
 بحر عطا ہیں، ابر سخا ہیں، نور خدا ہیں شمع خدا ہیں  
 ہر پہلو سے آپ ہیں یکیتا صلی اللہ علیہ وسلم  
 صبح ازل سے شام ابد تک، تاباں تاباں، خنداں خنداں  
 عکس جمال چہرہ زیبا صلی اللہ علیہ وسلم  
 بی صداق، رہ میر کامل، محسن اعظم، ہر آدمی برحق  
 عظمت کے عنوان ہیں کیا صلی اللہ علیہ وسلم  
 عادہ جادہ، منزل منزل، جلوت جلوت، خلوت خلوت  
 روشن روشن نقش کف پا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کوئی رستم ہو، کوئی الم ہو، کوئی خطا ہو، کوئی منرا ہو  
 نسب کا تدارک ایک یہ نسخہ "صلی اللہ علیہ وسلم"  
 نور کا پیکر، شاہد داور، ساتی کوثر، شافع محشر  
 اللہ اللہ محمد صلی والا صلی اللہ علیہ وسلم



يا صاحب الجمال ويا سيد البشر  
من وجهك المنير لقد نور القمر  
لا يمكن ان التفت ما كان تحفة  
بعد از خدا بزرگ تویی قصه مختصر



بَلِّغِ النَّعْمَ بِمَكْرَمَاتِهَا

كَتَبَ فِيهَا الْبَيْتُ بِمَكْرَمَاتِهَا

حَسْبُكَ بِمَكْرَمَاتِهَا



صَلُّوا عَلَيَّ وَارْتَضُوا

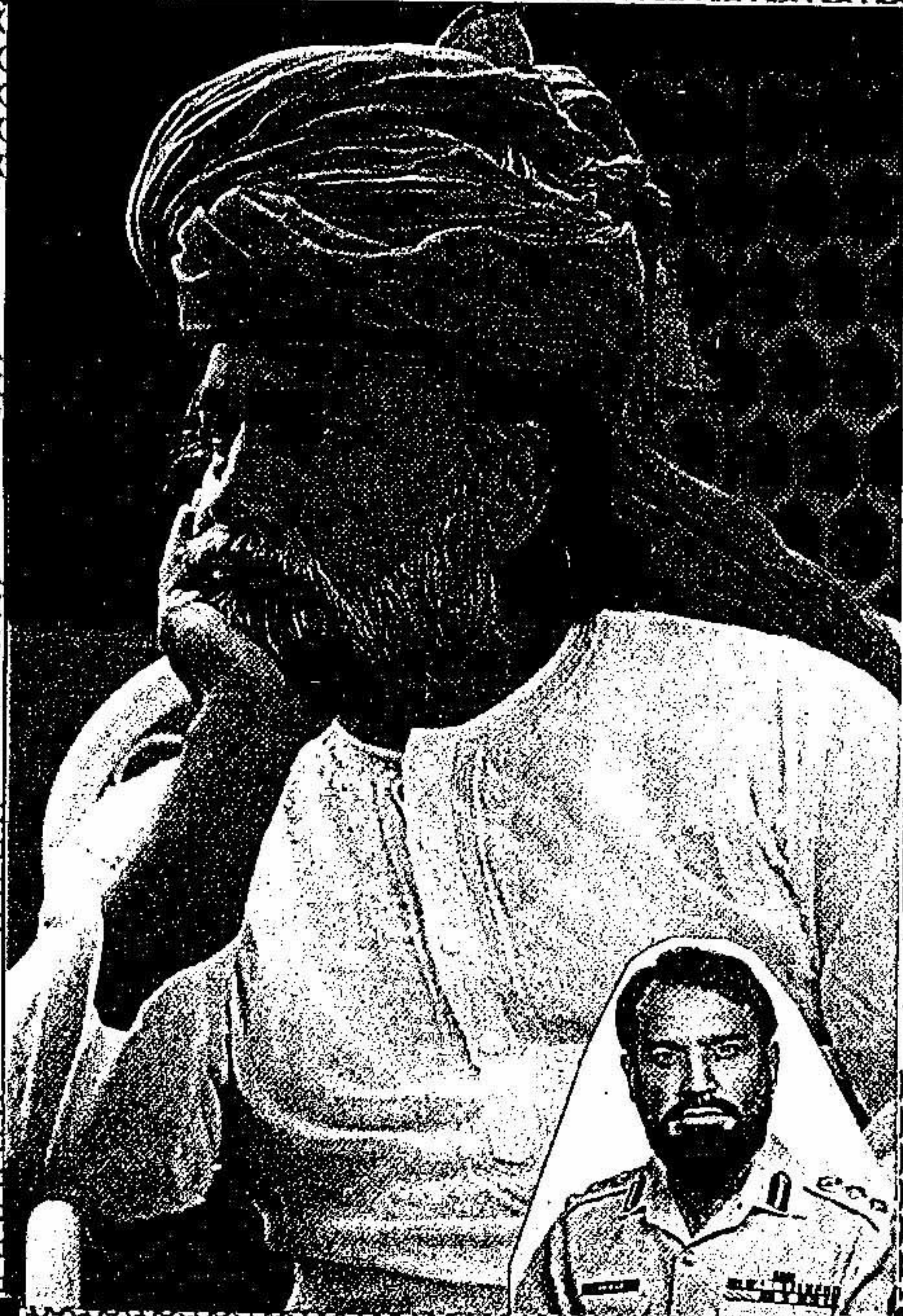
(عَلَيْهِ السَّلَامُ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ